بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

یہ مجموعہ غزلیات کا ردیف وار حمد باری مین کلام گہربار نصائح کا گنجینہ و مبادی سے

# دیوان آزری

جسکو بکمال تصحیح و تزئین کے ساتھ حکمران ملک سخنوری معنی علامہ دوران صنا آری نظم فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور مین مزین بالطبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم



بحمد ایزدی ترکن زبان گوهر افشان را
چو ابر آوری کن گوهر افشان چشم گریان را

مقید شو بدام حلقهٔ زنجیر گیسویش
مسلسل کن بتار عنبرین مویش دل و جان را

بده دل تا که محبوب جناب دلربا باشی
فدا کن جان به هجرانش که یابی وصل جانان را

بداغ بندگی نه داغ حسرت بر مه تابان
بسوز غم بسوزان سینهٔ خورشید رخشان را

نشین بر فرش تا همپایهٔ عرش برین باشی
نگون سر شو که سازی سرنگون گردون گردان را

**مطلع**

ز چشم خون فشان بے آبرو کن ابر گریان را
ز جوش دیدهٔ گریان بگریان برق خندان را

بیک چشم ارادت کن نظر در نیک و بد هر دم
بدان با وحدتش منسوب هر گبر و مسلمان را

بشهراه حقیقت نه قدم ای طالب مولی
بجو اندر مقام حق پرستی حق پرستان را

نمی بیند برغبت بر رخ گل عاشق رویش
هوادار سر کویش نخواهد سیر بستان را

نه دارا دعوی هم پایگی دارد بدربانش
نه با مور ضعیفش همسری زیبد سلیمان را

نمیخواهد گدایے درگهش اعزاز سلطانے
نجوید خاکسارش ارتفاع چرخ گردان را

نداری چون بطینت جوهر انسانیت مسرور
بانسانان چرا بدنام کردی نام انسان را

زبان پر ذکر حمد ایزدی ہر دم رواں رکھنا
فقط یاد الٰہی ہے غرض اے میری جان رکھنا

خدا کا ذکر جاری عمر ساری بر زبان رکھنا
زبان رطب اللسان رکھنا بیان عذب البیان رکھنا

تعلق توڑ دینا چھوڑ دینا اُسکی پابندی
خبردار اپنی گردن پر نہ یہ بار گران رکھنا

کسی گھر مین نہ گھر کر بیٹھنا اس دار فانی مین
ٹھکانا بے ٹھکانا اور مکان بر لامکان رکھنا

ملیگی کیا مدد تجھکو مددگاران دنیا سے
امید یاوری ان سے نہ یان رکھنا نہ وان رکھنا

اُٹھا لینا تصور غیر کی صورت کا آنکھون سے
فقط سینے کے آئینے مین نقش دلستان رکھنا

## مطلع

برائے نام بھی اپنا نہ کچھ باقی نشان رکھنا
نہ تن رکھنا نہ دل رکھنا نہ جی رکھنا نہ جان رکھنا

بہت مضبوط گھر ہے عاقبت کا دار دنیا سے
اُٹھا لینا یہان سے اپنی دولت اور وان رکھنا

نہ دکھلانا کسی بدبین کو نقشہ اپنی حالت کا
یہ صورت غیر کی آنکھون سے ہر صورت نہان رکھنا

جھکا رکھنا بدرگاہِ خداوندِ جہان گردن
سر عجز و نیاز و بندگی بر آستان رکھنا

بُھلانا مت کسی دم بھی تصور حق کی صورت کا
خیال روئے جانان اپنے دل مین ہر زمان رکھنا

حقیقت مین بہت پُر خوف ہے رستہ طریقت کا
قدم اپنا سمجھ اور سوچکر سرور یہان رکھنا

جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا
پردہ دار پردۂ وحدت خدا موجود تھا

صفحۂ ایجاد پر جاری نہ تھا جب دم قلم
سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا

سب کے آنے سے یہان پہلے تھا جانان کا ظہور
دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا

جب تلک ان فانی مکانون مین رہا انسان مکین
ہر گھڑی پیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا

ساتھ کیا لیجائیگا جب جائیگا اے بیخبر
آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا

کیون نکی اُس حاضر و ناظر پہ انسان نے نظر
کیون نہ دیکھا اُسکو جو ہر ایک جا موجود تھا

کیون نہ پایا فیض عرفان اُسنے اپنی ذات سے
جسکے خود گھر مین یہ گنج بے بہا موجود تھا

آدمی کو ملگیا اس عالم ایجاد مین — پہلے جو مقسوم مین اُسکے لکھا موجود تھا
چھپکے ای عاصی کیے کسواسطے تونے گناہ — جب خدا ترے مقابل دیکھتا موجود تھا
ابتدا مین یاد حق سے جسنے پائین لذتین — انتہا تک بر زبان اُسکے مزا موجود تھا

روز چھپ چھپ کر تجھے غارت یہی کرتا رہا
چور جو گھر مین ترے سرور چھپا موجود تھا

موحد نیکبے ہے وحدت کا جسنے مدعا پایا — اُسی بندہ نے پائی ہر خدائی اور خدا پایا
بھلے لوگون کی جسنے اچھی صحبت کا مزا پایا — بھلائی کی اُسی نے چکھی لذت اور مزا پایا
بڑھا یا جسنے پایہ عاجزی و خاکساری کا — بڑا رتبہ اُسی نے حق سے پایا اور بڑا پایا
قدم سر سے بنا کر جو براہِ جستجو دوڑا — سُراغ اُسنے نکالا اپنے حق کا اور پتا پایا
خدا پایا نہین گر بندۂ نادان نے دنیا مین — اگر پایہ شہنشاہی کا پایا ہے تو کیا پایا
بلند اتنا ہے پایہ بارگاہِ لایزالی کا — ملا پایہ سے جسکے عرش کو معراج کا پایا

مطلع

بشہراہ طریقت جسنے کامل رہنما پایا — اُسی نے منزل صدق و صفا کا راستہ پایا
حقیقت کی حقیقت کس طرح ظاہر کرے کوئی — یہان آکر وہ خود گم ہوگیا جسنے پتا پایا
فدا جان جسنے کردی خود بخود اُسکو ملا جانان — خوشی سے دیدیا دل جسنے اُسنے دلربا پایا
کھلی آغاز اور انجام کی کسپر ہے ماہیت — بھلا ہو کسنے اُس بے انتہا کا انتہا پایا
نظر دوڑائی اور دنیا مین دیکھا چارسو ہمنے — مگر اُس ایک کا ثانی نہ کوئی دوسرا پایا

جھکا کر سر بدرگاہِ الٰہی کی دعا جدم
وہین سرور نے دروازہ اجابت کا کھلا پایا

نہ کر اندیشۂ امروز و فردا — کہ ہے ہر وقت مولیٰ دینے والا
ہمیشہ اپنے خالق سے مدد مانگ — بہر حال و بہر وقت و بہر جا

ذرا کھول آنکھیں تا تجکو نظر آئے
خدا کی خلق میں خالق کا جلوا

اطاعت مین سدا رکھ پست گردن
کہ ہووے تون جہان مین بول بالا

کسی بندہ کی ملکیت نہین ہے
حقیقت مین یہ ملک ومال ودنیا

بہر خانہ پھرا کرتی ہے دولت
کہین پورا نہین اُس کا ٹھکانا

سمجھ لیتے ہین لیکن بعض نادان
اسے ناحق بھی ملک ومال اپنا

جو حق کے حکم سے گردن نہ پھیرے
وہی اچھا ہے ہر بندہ سے بندا

کبھی وہ ہو قیام بندگی مین
کبھی جُھک جُھک کرے طاعت کا سجدا

بدرگاہِ خدا پھیلائے رکھے
بشکلِ بندگان دستِ تمنّا

نہ چھوٹا مرگ کے پنجہ سے رستم
نہ افریدون نہ اسکندر نہ دارا

کوئی پہونچا نہین اُس گھر سے پیغام
نہ پھر جا کر کوئی آیا دوبارا

رہو ہر وقت مشغولِ عبادت
پکڑ عادت بہ تسبیح ومصلاّ

گنہ آجائین جب اپنے تجھے یاد
بہت افسوس کر اے مرد دانا

بہت سارو وبشکل ابر گریان
بہا آنکھون سے پانی مثل دریا

## ردیف ب

کوئی بندہ نہین حسرو رتیرا دوست
وگر ہے تو فقط مولیٰ ہی مولا

ذرہ شو تا نسبتے حاصل کنی با آفتاب
خاک رہ شو تا بر ندت از زمین تا آفتاب

باش اندر سجدۂ تسلیم خم مثل ہلال
در دو ہفتہ تا شوی چشمت سراپا آفتاب

در طلب شو طالب یکرنگ یا مطلوب باش
قطرہ شو یا بحر جوشان ذرہ شو یا آفتاب

توبہ کن توبہ پشیمان شو کہ این در بستہ نیست
تا نگردد از رہ مغرب ہویدا آفتاب

بیشک از انوار لطف مہربان جزو کل
پرتو افگن گردد از یک لمعہ صدہا آفتاب

ہست نور قدرتش روشن بہر پست و بلند
مینماید چہرۂ تابان ز ہر جا آفتاب

دور کن از مطلع ناصاف خود گرد و غبار | جلوہ گر گردد بچشم روشنت تا آفتاب

سرورا تحریر حمد ایزدی کار تو نیست
خود تو میدانی چہ نسبت ذرّہ را با آفتاب

حاضر و ناظر ہے وہ خلاق اکبر روز و شب | ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان ہر روز و شب
مثل جان جزو بدن ہے ہر گھڑی وہ جانِ جان | مثل دل ہے در بغل سب کے وہ دلبر روز و شب
چہرہ دکھلاتا ہے وہ ہر طالبِ دیدار کو | چاند بنکر اور کبھی خورشید بنکر روز و شب
جا بجا ہے پرتو افگن آفتابِ معرفت | ہر طرف نور الٰہی ہے منور روز و شب
جاری ہیں آٹھون پہر دریای لطف سرمدی | ابر فیض ایزدی ہے سایہ گستر روز و شب
ہر جگہ اُس یار ہر جائی کا رہتا ہے قیام | رہتا وہی فرش پر و بالا و باہر اندر روز و شب
تازہ تازہ رنگتیں بدلاتا رہتا ہے مدام | اس چمن زار جہان میں مثل گل تر روز و شب
بندگانِ ذاتِ مولی سالکانِ راہ حق | ذکر سے غافل نہیں رہتے ہیں دم بھر روز و شب
رزق دیتا ہے وہی روزی رسان شام و سحر | سبکی لیتا ہے خبر وہ بندہ پرور روز و شب
بادشاہان زمانہ مالکانِ مملکت | سب گھڑی رہتے ہیں سائل اُسکے در پر روز و شب
حضرتِ حاجت روا کا ہر گدا محتاج ہے | ہیں فقیر اُس باب دولت کے تونگر روز و شب

روز و شب پھیلا بدرگاہِ خدا دستِ نیاز
بندگی کر سر جھکا کر حق کی سرور روز و شب

جب اُکھڑ جائی چمن سے آشیان عندلیب | پھر کہان جز لامکان ہوگا مکان عندلیب
گل کو لیجائیگا جب گلبن سے گلچین توڑ کے | ساتھ ہی لٹکی ہوئی جائیگی جان عندلیب
خاک اُڑ جائیگی جب اس خاک بے بنیاد کی | پھر کہان رہجائیگا باقی نشان عندلیب
گل کا گل ہوجائیگا گلزار سی جس دن چراغ | اُس گھڑی پھولیگا ہر داغ نہان عندلیب
رو دیگی کیونکر نہ گل کی یاد میں وقت خزان | ابر کے مانند چشم خونفشان عندلیب

## مطلع

ہم بھی وصفِ گل میں ہوں ہمداستانِ عندلیب — گر زبان اپنی بھی بنجائے زبانِ عندلیب

ساری چپ ہو جائینگے آخر کو مرغانِ چمن — کوئی دن ہے نالۂ قمری فغانِ عندلیب

اُلّو بولینگے جہان اب بولتی ہین بلبلین — زاغ کا مسکن بنیگا آشیانِ عندلیب

جسم سے بلبل کے جائیگی نہین گلشن کی بو — خاک کھا جائے نہ جب تک اُستخوانِ عندلیب

گذرا موسم گل بھی گلشن کے سبھی مرجھا گئے — رہ گیا باقی زبان پر داستانِ عندلیب

موسمِ گل تک فقط اس بوستانِ دہر مین — ہے یہ فخر و اقتدار و عز و شانِ عندلیب

ہم زبانی گل سے اے سرور اگر مطلوب ہے
عاشقون سے سیکھ لے اول زبانِ عندلیب

ہے کیون بندہ پابند غم روز و شب — ہے رنجیدہ دل کسلیے بے سبب

سنور جاتے ہین کام بندے کے سب — ہوا کرتا ہے اُسپہ جب فضل رب

خدا پر نہ شاکر ہو یہ خاکسار — غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب

کبھی ہے وہ خورسند غمگین کبھی — ہے انسان کی دنیا مین حالت عجب

ہین تیری کمائی کے دن آجکل — تیری بہتری کا زمانہ ہے اب

نہوگا اگر آج ہشیار تو — تو پھر خواب غفلت سے اُٹھیگا کب

تو مرتا ہے دنیا پہ کیون اسقدر — اُٹھاتا ہے کیون بار رنج و تعب

دمِ آخرین سخت پچھتائیگا — سفر کرکے جائیگا دنیا سے جب

تیرے سود و بہبود کے واسطے — مسبب ہی کرتا ہے پیدا سبب

بنایا ہے بندہ خدا نے تجھے — سکھائی ہین اپنی عبادت کی ڈھب

ہے اب وقت کرلے جو کرنا ہے کام — یہان سے گیا جب پھر آئیگا کب

زمانہ مین آ ساری خلقت سے پیش — باکرام و اعزاز و خلق و ادب

عمل کا شرف حق کو منظور ہے
نہ پوچھیگا سرور حسب اور نسب

آنکھیں کھول اور دیکھ روشن ہر طرف انوار ذات
نکلے بنا دیدۂ باطن سے کرو دیدار ذات

جلوہ گر ہے ذات کا جلوہ بہ بستان جہان
ذات کی گلشن مین ہی پھولی ہوئی گلزار ذات

محو حسن ذات حق ہر عندلیب زار ہے
چہرۂ ہر گل پہ ہین پرتو فگن انوار ذات

ہر صفت ہی مظہر نور صفات ایزدی
ظاہر ہوتا ہی ہر اک اظہار سے اظہار ذات

کون لا یعقل بھلا منکر صفات حق سے ہو
کونسا بد ذات کرتا ہے بھلا انکار ذات

دل کو کرلے مظہر فیض صفات ذات حق
اپنے سینہ کو بنا گنجینۂ اسرار ذات

## مطلع

پھولتے پھلتے رہینگے حشر تک گلزار ذات
ہے شگفتہ تا قیامت گلشن بے خار ذات

تیری صورت سے مصور کی نمایاں شکل ہے
ہی عیان خود تیری اپنی ذات مین آثار ذات

ذات حق کا قرب ای سرور اگر مطلوب ہے
چھوڑ دی سب دعوی قومیت کی اور تکرار ذات

ہی چارون طرف جلوہ گر اسکی صورت
ادھر اسکی صورت ادھر اسکی صورت

ہی شام اسکی صورت سحر اسکی صورت
یہ دونون ہین شمس و قمر اسکی صورت

وہ صورت کی پابند رہتے نہین ہین
جو رکھتے ہین زیر نظر اسکی صورت

لکھا رکھا ہے ہر جگہ اسکا نقشہ
کھنچی رکھی ہے سب کے گھر اسکی صورت

اسی کی بہار اور اسی کی خزان ہے
ہی ہر نیک و بد خشک و تر اسکی صورت

کوئی سمت بھی اس سے خالی نہین ہے
نمایان ہی دیکھو جدھر اسکی صورت

جو ارباب بینش ہین وہ دیکھتے ہین
منقش بہر وار و در اسکی صورت

اگر دیدۂ دل سے اٹھ جاے پردہ
بہر صورت آئے نظر اسکی صورت

یہ چھپ جائینگی صورتین جسقدر ہین
رہیگی نہ باقی مگر اُسکی صورت

اُسی شکل سے ساری ملتی ہین شکلین
یہ ہین صورتین سر بسر اُسکی صورت

ذرا دیکھ سرور کہ تجھکو نظر آئے
چپ و راست زیر و زبر اُسکی صورت

بدلتے رہتے ہین دنیا کے حالات
کبھی دن جلوہ دیتا ہے کبھی رات

بغیر از مرگ حاصل زندگی سے
نہوگا کچھ بھی اے مرد نکو ذات

مزا حاصل ہے کیا دنیا سے تجھکو
کہ اسکی محض بے لذت ہین لذات

اُٹھامت رنج و تکلیف اسکی خاطر
کہ کٹ جائین خوشی سے تیری اوقات

نکر اس مین تلاش آب حیوان
کہ ہے اس فیض سے خالی یہ ظلمات

رہ حق پر اگر چلنا ہے منظور
قدم رکھیو بہ استحکام و اثبات

لکھا ہے ایک ہی وحدت کا مضمون
بانجیل و بہ فرقان و بتورات

فقط اخلاص دل سے بندگی کر
کہ منظور خدا ہون تیری خدمات

خدا کے واسطے فی الفور ہو جا
الگ دنیا کے سر پر مار کر لات

تصوّر دور کرکے اسکا دل سے
بدل ڈال اپنے سب بیجا خیالات

اوٹھالیجائیگا کیا اپنے سر پر
یہ گنج و مال و عالیشان عمارات

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی سرور
کہ درد انگیز ہین تیرے خیالات

جو گھر کا مال ہے سب کر دی خیرات
کہ آیندہ کھلے بابِ فتوحات

نفی اثبات کا ہر وقت کر ذکر
نہ لا جز ذکر کوئی بر زبان بات

نکوئی کرنے مین مانند جامی
تعجل کن کہ فی التاخیر آفات

کیا کر بندگی اپنے خدا کی
بہر حالت کبھی دن اور کبھی رات

خلافِ حکم کوئی بات مت کر
ہے بیجا کھیل تیری زندگی کا
نہ کر اس زندگانی پر بھروسا
محبت کچھ نہ رکھ ان دوستون سے
ترے گھر مین فقط مطلب کے خاطر
ترے دل کے لبھانے کے لیے ہین
نکل جائیگا جب مطلب دوبارہ

بگاڑ اے نیک خو مت اپنی عادات
کہ اس بازی مین آخر آئیگی مات
کہ ہے اسکو بقا دن پانچ یا سات
کہ ہے بیفائدہ ان کی ملاقات
ہوا کرتے ہین سب حاضر یہ حضرات
یہ تعظیم و یہ تکریم و مدارات
نہ آئینگے نظر یہ بے وفا ذات

رہے بستان دل سرسبز سرور
جھڑی باندھے اگر آنکھون کی برسات

تو پہلے آئینۂ دل کی کر صفا صورت
ابھی سے بگڑی ہوئی اپنی تو بنا صورت
اجل کے پردہ مین جب لیگا تو چھپا صورت
ہمیشہ رکھنا طلب طالبان معنی کی
پلٹ گیا ترا کیونکر وہ خوشنما نقشہ
تو بخشا جائیگا کس طور سے خدا جانے
تو بندہ ہوکے نہین حق کی بندگی کرتا
کر ایسی پہلے سے اصلاح اپنی صورت کی
وہ ایک جلوۂ وحدت ہے جلوہ گر گھر گھر
وجود خلق ہی خالق کا عین نقشہ ہے

کہ صاف تجھکو دکھائے وہ دلربا صورت
خدا کو جاکے دکھائیگا ورنہ کیا صورت
نہ یار دیکھیگا تیری نہ آشنا صورت
کبھی نہ عاشق صورت کی دیکھنا صورت
بدل کے نکلی ہے کیونکر یہ بدنما صورت
تری رہائی کی نکلے گی دیکھین کیا صورت
ذرا تو شرم کر اے مرد بیحیا صورت
بگڑ نہ جائے کہین تیری انتہا صورت
دکھاتی ایک ہی صورت ہے جابجا صورت
دکھاتا اپنی خدائی سے ہی خدا صورت

بغیر خاک نظر آئیگا نہ کچھ سرور
تو اپنی غور سے دیکھیگا جب ذرا صورت

| | |
|---|---|
| دوستی مین تجکو دسکتے ہین کیا آرام دوست | صبح نکلا تو ہین جو دشمن تری اور شام دوست |
| مان فرمان ای مسلمان دور کر کفر و نفاق | جھک کے کر تسلیم ای مرد خدا اسلام دوست |
| نیک و بد سے دوستی اپنی بڑھا ای صلح کل | خاص بھی جس سے تری غمخوار ہون اور عام دوست |
| دوستی نیکون کی تجھکو نیکوئی پہونچائیگی | صحبت بد سے بدی دلوائیگا بدنام دوست |
| مرد بنکر زاد راہ آخرت پہونچا بہم | جتنی ہو سکتی ہی کر محنت نہ بن آرام دوست |
| ہوگا تو جسوقت سارے دوستون سے ناامید | ایسے وقت بیکسی مین ہوگا حق انجام دوست |
| منھ دکھائینگے نہ پھر برسون تلک بھی دیکھنا | آج ہین خدمت مین حاضر جتنے صبح و شام دوست |
| چھوڑ دو ای دوستوان دوستونکی دوستی | بس سمجھ لو ایک محبوب ازل کا نام دوست |
| یار ہے کیا یار جو اپنی غرض کا یار ہے | دوستون سے دوست مطلب دوست ہے کس کام دوست |
| دشمن جان ہین حقیقت مین بر نیای دنی | پختہ مغزان محبت کی لیے یہ خام دوست |

| ردیف | چار دن کی دوستی رکھے بھلا کس دوست سے<br>دوستو کس کو بنائے سرور گمنام دوست | ث |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| نہ چھوڑا پاکوئی ترکہ کسی کو مت بنا وارث | بجز ذات الٰہی اپنا مت رکھ دوسرا وارث |
| ادھر چلدیگا تو اسے بےخبر سب چھوڑ کر ترکہ | ادھر قایم کرینگے اپنے دعوے جابجا وارث |
| کئی برسون مین جو تو نے کیا ہے جمع گنجینہ | وہ سب لیجائینگے بس ایکدم بھر مین اڑا وارث |
| نکل ہاتھون سے جب تیری گیا یہ مخزن دولت | نہین امید کچھ اس سے تجھے پہونچائیگا وارث |
| تو کیون رکھ چھوڑتا ہی مال و زر اولاد کی خاطر | خدا خود اسکو دیگا جو کوئی ہوگا ترا وارث |

مطلع

| | |
|---|---|
| تری مرنے کو سب ہین منتظر صبح و مسا وارث | اجل تیری خدا سے چاہتے ہین اقربا وارث |
| کوئی رہنے نہ پایا گھر کا مالک ہر اک دنیا مین | رہا باقی خدا والی خدا مالک خدا وارث |
| نہ ہنستا ہی نہ روتا ہی کوئی اسکے جنازہ پر | سفر کرتا ہی جب ملک جہان سے مردلا وارث |

بنا کیا گر یہ وارث بن گیا ملک سلیمان کا
ہوا کیا گر یہ نادان گنج قارون کا ہوا وارث

بجز خاک اُسکو کیا حاصل ہوا ہو وارفانی مین
بھلا یہ بندۂ ناچیز ہے کس چیز کا وارث

کسی کے بھی نہ قبضہ مین رہی دنیاے دون سرور
ہزارون اسکے مالک بن چلے بے انتہا وارث

حق کے در پر بے دھڑک جائے تو جائے مُستغیث
داد حق کی داد سے پائے تو پائے مُستغیث

بندۂ محکوم کے کیون پاس جائے مستغیث
جب کھلا دربار باری ہی برائے مستغیث

ہے وہی مشکلکشا مشکلکش بندگان
ہی وہی حاجت روا حاجت روائے مستغیث

عجز سے انصاف ملتا ہی وہان مظلوم کو
عجز سے منظور ہوتی ہے دعائے مستغیث

آپ کرتا ہے عدالت حضرت پروردگار
مان لیتا ہے وہ حاکم التجائے مستغیث

## مطلع

موم کر دیتی ہی پتھر کو صدائے مستغیث
جا پہونچتے ہین فلک تک نعرہائے مستغیث

مقتضائے عدل ہو جب مدعائے مستغیث
کیون نہو حکم عدالت بر رضائے مستغیث

منہ سے بولے یا نہ بولے بندۂ اندوہناک
گوش قدرت سے وہ سنتا ہی صدائے مستغیث

مستغیث اپنا پیئے خون جگر جب تک پیے
کھائے غم مین لخت دل جبتک کہ کھائے مستغیث

ذات باری سبکی سنتی ہے برابر نالشین
کیونکر اُس درگاہ سے محروم جائے مستغیث

راز دل اپنا ستمدیدہ کرے کس سے بیان
اپنی حالت کسجگہ جا کر سنائے مستغیث

ردیف

کرسکے کیونکر زبان سے حال دل سرور بیان
بند زنجیرون مین ہون جب دست و پائے مستغیث

ج

رات دن شام و سحر آئیگا تیرے کام سچ
چاند سورج کی طرح روشن کریگا نام سچ

حق کا بندہ ہی اگر رکھ ہر گھڑی حق پر نظر
جھوٹھ کا آخر ہی جھوٹھ اور سچ کا ہی انجام سچ

اپنے پایہ سے نہین گرتا ہے سچا آدمی
راست بازون کی لیے پورا ہی استحکام سچ

سر بسر سچ جان فرمانِ خداوند کریم — سچے دل سے مان جو نازل ہوئی احکام سچ
میٹھی ہوگی تیری ہر اک بات مانند نبات — راست گو بنکر اگر بولیگا صبح و شام سچ

مطلع

مرد کافر کو دکھاتا ہے رہ اسلام سچ — ملزموں کے دور کر دیتا ہے سب الزام سچ
جھوٹھی یہ دنیا ہے اور جھوٹے ہیں سب دنیا کے دوست — راست اگر پوچھو تو ہے ذات خدا کا نام سچ
سچا بنکر کر زبان اپنی سے وہ سچا کلام — صدق دل سے جان لیں سب جسکو خاص و عام سچ
تجھکو سچ رکھیگا بیشک تا قیامت سرخرو — عمر بھر کے واسطے پہونچائیگا آرام سچ
سچ کبھی گھٹنے نہیں دیتا ہے اسکا اعتبار — مرد کو ہونے نہیں دیتا کبھی بدنام سچ

آج کل کا وقت سرور کیسا نازک وقت ہے
وقت پر بے جھوٹھ کے دیتا نہیں ہے کام سچ

ہے مال و زر کا تری گھر میں جمع جتنا گنج — وہ ایک دم میں اُٹھا دے براہ مولا گنج
سپرد کر کے نہ جانا وہ مفت خوروں کے — جو تو نے رنج اُٹھا کر کیا ہے پیدا گنج
کسی کے واسطے مت چھوڑ ایک خرمہرہ — اُٹھا لے باندھ کے سب اپنے ساتھ اپنا گنج
بنا لے سینے کو حسنِ عمل کا گنجینہ — کہ کام آئے ترے وہ برار عقبا گنج
سفر کے وقت بہر چار سو نظر رکھنا — مبادا چھین لیں قزاق تجھ سے ترا گنج
مبادا کام نہ آئے کسی کے ترا مال — زمین میں دابا ہی رہجائے وہ سراپا گنج
وہ بندہ ہیچ سمجھتا ہے گنج قاروں کو — خدا سے صبر و قناعت کا جسنے پایا گنج
وہ فیض دائمی کر اپنی ذات سے جاری — کہ ٹبتا لوگوں میں ترا رہے ہمیشا گنج
نہ چور کا اُسے غم ہے نہ خوف رہزن کا — ہے گھر میں جسنے کیا جمع معرفت کا گنج
دیا ہے حق نے تجھے مال صرف کرنے کو — دبا کے رکھا ہے کسواسطے بھرا اتنا گنج
ترا خزانہ یہ پورا ہے آج کل قبضہ — خدا کی راہ پہ دے ڈال اپنا سارا گنج

تو کیسے مانگتا پھرتا ہے کوڑیاں گھر گھر
کہ تیرے گھر میں ہے موجود موتیوں کا گنج

رہا کسی کے نہیں پاس آج تک سرور
جو جمع کر گئے اسکندر اور دارا گنج

بڑھ گیا اس خاک کے پتلے کا کیوں اتنا مزاج
چڑھ گیا کس پر ہے تا عرش بریں اسکا مزاج

ایسی کیا سوء المزاجی آگئی اس خاک میں
جس سے اس بیمار کا ہے اسقدر بگڑا مزاج

اونچا کس پر ہے مزاج اس بندۂ مملوک کا
عاجزوں اور خاکساروں کا بھلا ہی کیا مزاج

اصل انسان ہر جو انسان حلیم الطبع ہوے
آدمی وہ آدمی ہے جسکا آہستہ مزاج

پانی کا قطرہ تھا تو یہ خاک یا گرد و غبار
جسپہ اب پایا نہیں جاتا ترا اصلا مزاج

خلق سے کیوں ایسا پیش آتا ہی کج خلقی کی ساتھ
سیدھے بندوں سے بھلا رکھتا ہی کیوں ٹیڑھا مزاج

ظاہر و باطن اگر صحت تجھے مطلوب ہے
کر درست اپنی طبیعت اور سنوار اپنا مزاج

دوست دشمن نیک و بد ساری ترے مشکور ہوں
بدمزاجی سے مبرا ہو اگر تیرا مزاج

اس سے کیا بہتر ہے گر دنیا میں حاصل ہو تجھے
اچھا خلق اچھی طبیعت اچھی خو اچھا مزاج

خاک سے نکلا ہی تو پھر خاک میں چھپ جائیگا
اسقدر رہی کس بھروسے پر ترا اونچا مزاج

اپنے پایہ سے تجاوز سرورا ہر گز نہو
رکھ سدا اپنا بحد اعتدال ایسا مزاج

پہلے بھی تجھ سے بہت تھے اہل تاج
سرزمیں کا جنکو ملتا تھا خراج

آخر الامر اس جہان سے چل دیے
چھوڑ کر سونے کے تاج اور تخت عاج

آج تک سوتے ہیں وہ زیر زمین
جنکا تھا عرش معلے پر مزاج

بدمزاجی سے نہیں چارہ کوئی
یہ مرض ہے فی الحقیقت لاعلاج

گذرا جاتا ہے تری محنت کا وقت
کل کو جو کرتا ہے کرلے کام آج

شرم کھانے میں تجھے اے خاکزاد
کیسی عار اور کیسی شرم اور کیسی لاج

ساتھ لیجائیگا دنیا سے نہیں
جبکہ سلطان سلطنت اور راجہ راج

پھر ہو انسان اسکی خاطر کیون ملول
رکھے کیون اس بیوفا کی احتیاج

شیر بن کر کام جو کرنے کا ہے
مرد حق ہو کر نہ بن روبہ مزاج

ہے مرض مہلک ہوا و حرص کا
کر علاج اس کا ابھی سے کر علاج

دم مین دم جب تک ہے مت جائیو
دوستون کے پاس لیکر احتیاج

مرد روشن دل بنور ایزدی
دین اور دنیا مین ہے روشن سراج

صدق دل سے مان لے اس بات کو
سرور راہو شرع مین جبکا رواج

## ردیف ح

پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح
کہ سن لین عرش پہ سبوحیان تری تسبیح

فرشتہ بن کے بچرخ بریں پہونچ جائے
پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح

خدا کے ذکر مین مشغول صبح و شام رہو
کر اُسکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح

جناب باری کو کر یاد بار بار مدام
پکڑ کے ہاتھ مین سمرن کبھی کبھی تسبیح

دم اخیر تلک کر عبادت مولے
سمجھ لے زندگی مین اپنی زندگی تسبیح

فلک پہ سارے ملک کرتے ہین خدا کا ذکر
زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح

پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلے
کہ ہے یہ صفحۂ دل پر لکھی ہوئی تسبیح

کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات
کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح

خدا کی یاد مین ہین دام و دد و حوش وطیور
اُسی کی رکھتے ہین ورد زبان سبھی تسبیح

فریب و مکر کا ہرگز بچھا نہ سجادہ
نہ باندھ لوگون کے دکھلانے کو بڑی تسبیح

ہزار دانہ کی تسبیح کیا ضرورت ہے
بنالے انگلیون کی وقت بندگی تسبیح

بسلک نظم پرو لے نئے گہر سرور
بنالے موتیون کی حمد ایزدی تسبیح

دیدہ بکشا و بچشم دل ببین اظہار روح — تا ہد جلوہ بنور دیدہ ات دیدار روح

آب پاشی کن چو ابر از دیدۂ گریان خویش — تا شود خندان بہ بستان تنت گلزار روح

کے شود دفع از اطبائے زمان آزار جان — از مسیحا کے شفا حاصل کند بیمار روح

برفگن از دوش انبار تعلق اے عزیز — تا نگردد بار جسمت باعث ادبار روح

## مطلع

خانہ تاریک دل کن روشن از انوار روح — سینہ را گنجینۂ اسرار کن ز اسرار روح

کن بسودائے محبت روز و شب سوداگری — تا باند گرم در شہر تنت بازار روح

نہ قدم بیرون زخارستان تن ای عندلیب — کن نظر در لالہ زار گلشن بیخار روح

شمع روشن کن درون دل ز نور معرفت — تا شود خاک وجودت مطلع انوار روح

عرشیان در گریہ در روحانیان در حیرت اند — از صدائے نغمۂ جانسوز موسیقار روح

جسم خاکی چون شود منکر ز وحدانیتش — شد ازین دعویٰ چو در روز الست اقرار روح

روح عاجز را مکن در بند عصیان مبتلا — رحم کن بہر خدا اسرور بحال زار روح

گر لگاؤ نکتہ وحدت کی کوئی کیا تشریح — ہے جبکی واحد مطلق ہی جانا تشریح

ہے ایک لفظ احد کی ہزار ہا تشریح — الگ الگ ہین مضامین جدا جدا تشریح

وہ کیسا واحد مطلق ہے جسکی کثرت کی — کسی سے ہو نہ سکی آجتک صفا تشریح

بشکل شمع جلا دین وہین زبان اُسکی — گر اُسکی کوئی موحد کرے ذرا تشریح

دقیق نکتہ ہے نکتہ خدا کی عرفان کا — لکھے گا کیا کوئی تفصیل اُسکی یا تشریح

نہ سمجھے آدمی وہ بات کیا جہالت ہے — عزیز وکرتا ہو جس بات کی خدا تشریح

جو لکھنے پڑھنے سے باہر ہون رمز کی باتین — زبان خامہ کرے اُسمین کیا بھلا تشریح

کسی کو اپنی مصیبت کی مت دکھا تفصیل — کسی کو حالت باطن کی مت سنا تشریح

ہر ایک حکم کی تعمیل تجھ پہ واجب ہے
ہے جسکی کی گئی قرآن مین جا بجا تشریح

جو مجمل اُترے تھے فرمان جناب باری ہے
نبی ہین کر گئے اُسکی ذرا ذرا تشریح

بروز حشر ترا اڑھ کے نامہ اے مسرور
ترے گناہون کی دینگے تجھے سنا تشریح

صلح کو جانتے ہین اہل صلاح
قوت جسم و راحتِ ارواح

یاد کر سب کو خیر و خوبی سے
کہ سبھی خلق ہو تیری مداح

روز و شب بندگی مین ہو مصروف
سجدہ کر سر جھکا کے شام و صباح

بخشوا حق سے اپنی تقصیرین
رہ ہمیشہ بزاری و الحاح

بعد ازان دیکھ غیر کی حالت
پہلے کر اپنے حال کی اصلاح

نفس سرکش کے جنگ کی خاطر
گر تو مرد خدا ہے باندھ سلاح

مارتا ہے اگر اُسی کو مار
شرع مین بھی ہے جسکا خون مباح

جسم کو بندگی مین رکھ مشغول
کہ خدا بخشے تیری روح کو راح

زال دنیا کے ہوتے رہتے ہین
روز لاکھون طلاق اور نکاح

دیکھ بچ اس سے بچ سکے جتنا
ہے ترے واسطے یہی اصلاح

پہونچے فوراً بمنزل مقصود
ہو اگر رہرو طریق صلاح

دیکھ گو تیری آنکھین روشن ہین
ملک ملکوت و عالم ارواح

ردیف — اپنے فضل و کرم سے مسرور پر
کھلا رکھ باب فتح یا فتاح — خ

بھلائی کرلے کسی سے کہ آج کی تاریخ
بھلا زمانہ بھلے دن ہین اور بھلی تاریخ

پرانے وقتون کی برباد ہو چکی تاریخ
نئے زمانہ کی ہے آجکل نئی تاریخ

بخیر و خوبی زمانہ سے جب تو چل دیگا
مبارک آئیگی دیکھین وہ کون سی تاریخ

بھری ہین ذکر سے جنکے ہزارون تاریخین
کہان دکھائی وہ دیتی ہین آج کی تاریخ

نشان نہ دارا کے دفتر کا آج ملتا ہے
نہ پائی جاتی ہو کوئی سکندری تاریخ

**مطلع**

جہان مین آیا تھا تو پہلے بھی کسی تاریخ
یہان سے جانے کی بھی کوئی آئیگی تاریخ

ہمیشہ کرنے کا ۔ کام حق کی بندگی کا ہر
تم اُسکے واسطے ٹھہرا دُ مت کوئی تاریخ

خدا ہی جانے کہ کس روز مرگ آپہونچے
کہ اُسکی کوئی نہین ہے مقرری تاریخ

گذرتے جاتے ہین دن جتنے زندگانی کے
کم ہوتی جاتی ہے ہر روز عمر کی تاریخ

بوقتِ شام بھلا کس سے مانگے گا اُجرت
نکمے بیٹھ کے جسکی گذر گئی تاریخ

لکھی ہین تو نے بہت سی کتابین اے سرور
کوئی ہے حمد کوئی نعت اور کوئی تاریخ

بازیان تازہ دکھاتا ہی مجھے ہر بار چرخ
جب تک اپنے دور مین ہو روز و شب دوّار چرخ

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم روز و شب صبح و مسا
رنگتین کرتا ہی دنیا مین نئی اظہار چرخ

تارا چمکاتا ہی دولت کا کسی کے واسطے
اور دکھاتا ہے کسی کو ظلمتِ ادبار چرخ

الٹیان چلتا ہی چالین روز و شب گردون دون
ٹیڑھے کھاتا ہی ہمیشہ چرخ کجرفتار چرخ

ابر فیض حق اگر برسے زمین پر ایک بار
غار سے پیدا کرے سو گلشن بیخار چرخ

بندگی مین گردنِ گردون دون جب جھک گئی
ہو گیا نور خدا سے مطلع الانوار چرخ

یہ گرفتار شکم دو روٹیون کے واسطے
کھاتا ہے مثلِ مہ و خور ہر گلی بازار چرخ

بیوفا نا آشنا دنیا ہے کس کی آشنا
دوست کس کا ہو زمانہ اور ہو کسکا یار چرخ

گردش گردون سے کیون اے مرد دون ڈرتا ہی تو
جب نہین دنیا مین تیرے کام کا مختار چرخ

لائیگا اک روز چکر مین تجھے گردون دون
ہوگا تیری چرخ دینے کو لیے تیار چرخ

بار دنیا سر پہ اے سرور اُٹھا بیٹھا ہے تو
آنجائے اس سے پر سر مین ترے اے یار چرخ

کسقدر رکھتا ہے اپنا حوصلہ انسان فراخ
کسقدر اس مرد کی ہمت کا ہے دامان فراخ

بن کے صابر تھوڑے سے لقمون سے بھر لینا شکم
پیٹ کر رکھنا نہ اپنا بندۂ نادان فراخ

جان بہت تنگی سے دیتے ہین وہی وقت اخیر
جنکے دنیا مین محل اونچے ہین اور ایوان فراخ

گھوڑا دوڑائے جسے جی چاہتا ہو رات دن
معرفت کا ہو کھلا دروازہ اور میدان فراخ

گلشن دنیا مین کس کس گل کو دیکھے عندلیب
حوصلہ اسکا ہو ازبس تنگ اور بستان فراخ

بخشی وسعت ہے محبت کو خدا نے کسقدر
حق نے کیا پیدا کیا ہے دامن احسان فراخ

بارگاہ ذات ربانی مین تنگی کچھ نہین
آنے والون کے لیے ہے درگہ جانان فراخ

رو نا دھو نا تنگدستی مین عبث ہے دوستو
روزی کر سکتے نہین یہ دیدۂ گریان فراخ

سب سے اعلیٰ چاہیے رکھین دلیری اہل دل
سب سے بڑھکر چاہیے ہو ہمت مردان فراخ

چاہیے روئے زمین پر پنجۂ دست سخی
ہو بشکل دامن ابر گہر افشان فراخ

سرور ا مت ہو بوقت تنگ دستی تنگ دل
ہاتھ کر دینگے ترا شاہنشہ جیلان فراخ

بندہ ہو کر اگر ہو تو گستاخ
لوگ اسپر کرینگے تجھکو مزاخ

بند کر حقنے تیرے سینے مین
ڈال رکھے ہین حرص نے سوراخ

گلشن دہر کتنا چوڑا ہے
باغ دنیا ہے کیسا باغ فراخ

تختے تختے پہ جلوہ گر ہین پھول
نغمہ زن بلبلین ہین شاخ بشاخ

کیون بڑھا لے گیا ہے کاخ اپنا
آسمان تک یہ بندۂ گستاخ

تھوڑا سا انقلاب جب ہوگا
خاک بن جائیگا پلٹ کر کاخ

موت آئی تو بھاگنے کے لیے
کونسا بندہ ڈھونڈیگا سوراخ

سایہ گستر بشکل طوبےٰ ہین
شجر معرفت کی ہر ہر شاخ

تنگ تنگی مین مت ہوا سے سرور

| ردیف | مانگ اپنے خدا سے رزق فراخ | د |
|---|---|---|

ہوا و حرص کا جب تک نہ توڑیں ہم پیوند
خدا سے کس طرح جوڑینگے یک قلم پیوند

کبھی اُکھڑ نہیں سکتا قیام عالم تک
خدا سے جسکا عزیزو گیا ہے جم پیوند

چھڑاتا جاتا ہے دنیا کا بندہ سالک
بشاہراہ طریقت قدم قدم پیوند

نہ ٹوٹتا ہے نہ ٹوٹا تھا اور نہ ٹوٹیگا
ہے سخت رشتہ محبت کا اور ستم پیوند

خدا نے باندھ دیا تھا وجود عنصر کا
ازل کے روز بسر رشتہ بعدم پیوند

ہم آج رکھتے ہیں کیوں عار خاکساری سے
کہ ہونگے خاک سے آخر کو جا کے ہم پیوند

نہ آنا دیکھنا زنہار دام دنیا میں
چھڑا ہی لینا جو ہوا اس سے بیش و کم پیوند

بلا پہ اور بلا کیوں بڑھاتے جاتے ہو
لگاتے جاتے ہو کیوں ایک غم پہ غم پیوند

بنا کسی کو نہ دنیا میں اپنا ہم رشتہ
سمجھ کسی کو بھی ہرگز نہ اپنا ہم پیوند

نکل ہی جائینگے ایک روز ہو کے بوسیدہ
ہیں تیری جوڑ دن کے آپس میں جتنے ضم پیوند

| غزل | بھروسا دنیا کے پیوند پر نہ رکھ مسرور<br>کہ ہوتے جاتے ہیں ڈھیلے یہ دمبدم پیوند | فارسی |
|---|---|---|

هرچه خواهد میکند خلاق اکبر نیک و بد
هست در دست خدای بنده پرور نیک و بد

مسلم و کافر نهد گردن بخاک بندگی
مانده بر محراب تسلیمش نگون سر نیک و بد

بارد آن ابر کرم هر وقت بر پست و بلند
هست خورشید عنایت جلوه گر بر نیک و بد

حصه می یابد زخوان نعمتش هر مار و مور
میخورد هر روز و شب روزی برابر نیک و بد

جابجا لرزان و ترسان است از عکس جهان
هست از قهرش هراسان هر زمان هر نیک و بد

نیک و بد امیدوار فضل و احسان خداست
سوی او دارد نظر با دیدهٔ تر نیک و بد

غور کن در حالت خرد و کلان هر جابجا
کن بچشم عبرت ای نادان نظر در نیک و بد

در زمانه روز و شب ظاهر سیاه است و سپید
مینماید روی خود زین پرده اکثر نیک و بد

نا توانی دوستی کن ترک با خلق جہان
زانکہ ہست از دوستانت طالب زر نیک و بد

فی الحقیقت مرجع خلق جہان ذات خدا ست
سوے حق دار و رجوع خود سراسر نیک و بد

بندہ را یارب عطا کن دیدۂ مردم شناس
تا شناسد ہر زمان زان نور سر و رنگ و بد

جو خود ہے بندۂ محتاج اُسپہ کیا امید
خدا کی ذات پہ رکھ بندۂ خدا امید

ہو طالبان حقیقت کی پیشوا امید
ہے سالکان طریقت کی رہنما امید

نہ دوستی کی ہے دنیا سے ابتدا امید
نہ ہو وفا کی زمانہ سے انتہا امید

ہزارون خواہشین بندہ خدا سے رکھتا ہو
ہے حق کی ذات پہ اُسکو ہزار ہا امید

دم آئے آئے نہ آئے کیا جانے
ہے کسکو زندگی کی ایک دم بھلا امید

گناہ گار ہزارون گناہ کرتے ہین
نہیں ہین فضل خدا سے مگر وہ نا امید

جو آیا جانے کی خاطر ہے دار فانی مین
قیام کی وہ نہ رکھے یہان ذرا امید

بغیر حسرت و افسوس و نا امیدی کے
امیدوارون کو اس سے بھلا ہو کیا امید

وفا کی اہل زمانہ سے اس زمانہ مین
نہ ایک رکھے توقع نہ دوسرا امید

امید بندون کی مطلب برآری کرتی ہے
دکھاتی سب کو ہی مطلب کا راستا امید

بھروسا رکھیگا پورا اگر تو خالق پر
تری بر آئیگی فی الفور حیدرا امید

وہی بندہ ہے جو ہے غم سے آزاد
نہ رکھے جو کہ عیال و اولاد

عیان وحدت سے ہے کثرت کا جلوہ
اُسی واحد سے ہے لاکھون کی تعداد

وہ ہی شاہنشہ اقلیم ہستی
وہ ہی فرمان روائے ملک ایجاد

خدا کے فیض سے باقی ہے سب فیض
ہے خلقت جسقدر ارواح و اجساد

ہمیشہ دم بخود ہین اہل تسلیم
نہ زاری ہے نہ نالش ہے نہ فریاد

**مطلع**

رہیگا کب تلک یہ خانہ آباد — دھری پانی پہ ہے جس گھر کی بنیاد
خدا سے مانگ جو تو مانگتا ہے — کہ مل جائے تجھے دولت خداداد
عزیزو نفس امّارہ کو مارو — کرو قتل اسکو فوراً بن کے جلاد
گرفتارِ غم دنیا نہونا — الگ ہو جاؤ سب سے اور رہو شاد
نہو گر آدمی مین آدمیت — تو پھر کس کام کا یہ آدمی زاد
خوشی خالق کی گر تم چاہتے ہو — ہمیشہ رکھو اُسکی خلق کو شاد
خدا کا دوست ہے حکم خدا سے — اگرچہ فاسق و فاجر ہو جوّاد

غزل اک اور بھی لکھ اس طرح پہ
کہ خوش ہون تجھسے مردان خداداد

غم دنیا مین ہو جائیگی برباد — تری یہ جان شیرین مثل فرہاد
نہو مغرور اتنا اور نہ کر فخر — بسابق عزت آبا و اجداد
وگر لائق ہے بیٹا اسے ہنرمند — گر اُس عزت پہ عزت اور ایزاد
مجرد بن بشکل اہل تجرید — رہو فرد جہان مانند افراد
بوقتِ غم خدا پر رکھ بھروسا — خدا سے وقت مشکل مانگ امداد
خدا کا اے مسلمان مان فرمان — پذیرا گر جو ہو خالق کا ارشاد

**مطلع**

خدا کے روبرو کر اپنے فریاد — کہ دے وہ داد گر فریاد کی داد
کھڑا باغ جہان مین جب تلک ہے — رہو آزاد مثل سرو آزاد
نہین ملنے کا تجھکو رزق مقسوم — زیادہ حد سے اور قسمت سے ایزاد
نہ بھول اپنے خدا کو مثل فرعون — نکر لوگون پہ شدت مثل شدّاد

اڑا ناحق نہ خاک اپنی کا خاکہ ‏— مبادا آبرو ہو جائے برباد
بجھا مت دل سے سوز عشق کی آگ ‏— یہ لوہا گرم رکھ مانند حداد
سبھی سے کرلے پتھر اپنے دل کو ‏— بنا سخت اپنا سینہ مثل فولاد
فقط ساری جہان سے اے مرد دست ‏— بنا لے دوست مردان خداداد
تیری دولت تیرے وارث تیری بعد ‏— بہت ہی جلد کر لیونگے برباد
اٹھا یا اسکو لیجا دینگے حکام ‏— دیا کھا جائینگے سب ملکے دانا

## ردیف ذ

تری حمد ایزدی سن سنکے سرور
زمانہ بولتا ہے آفرین باد

ہے اسی دام تعلق مین یہ بندہ ماخوذ ‏— باپ دادا بھی تھا جس پھند مین اسکا ماخوذ
کیسا پابند طمع ہوگیا انسان طماع ‏— حرص کے پنجہ مین ہے آدمی کیسا ماخوذ
گرتا دانہ پہ نہ گر بھول کے مرغ نادان ‏— کیونکر اس دام غم و رنج مین ہوتا ماخوذ
چھوٹ بھی جائے گر اس بند سے بندہ اکبار ‏— اسکو کر لیتے ہین فی الفور دوبارا ماخوذ
ایسی آفت سے بھلا بچ سکے کیونکر انسان ‏— جس مصیبت مین زمانہ ہے سراپا ماخوذ
کس مصیبت سے یہان آدمی دن کاٹتا ہی ‏— کس گرفتاری مین رہتا ہی پھنسا ماخوذ
پھنسے پایا جسے دنیا مین مقید پایا ‏— فی الحقیقت جسے دیکھا ہی سو دیکھا ماخوذ
آدمی ہوتا اگر صاحب ہوش و ادراک ‏— محبس غم مین نہوتا کبھی ایسا ماخوذ
ایسا زنجیر تعلق مین نہوتا پابند ‏— ایسا زندان تفکر مین نہوتا ماخوذ
چھوٹنا یاد رہے جب تک کہ نہ دم جائیگا ‏— دام دنیا مین جسے دار رہونا ماخوذ

دیکھیں کب نکلیگی سرور کے تن زار سے جان
دیکھیں کب چھوٹیگا زندان سے پڑا ناماخوذ

نہ کر لکھ لکھ کے کالے اسقدر اے بیخبر کاغذ ‏— سیاہی خشک کر لکھنے مین اتنی اور نہ تر کاغذ

بناکر جسکو سب اہل نظر تعویذ جان رکھین
کوئی ایسا خدا کی حمد مین تحریر کر کاغذ

تری سمجھانی کو اُس کاتب خوشخط نے لکھے ہین
مضامین اپنی وحدت کے بہر لوح دبیر کاغذ

تعلق کا بڑھا دفتر نہ اس دیوان عالم مین
قلم مت توڑ اتنے اور نہ کر خرچ اس قدر کاغذ

لپیٹا جائیگا جسوقت دفتر تیرے دیوان کا
نہ آئیگا کہین اُسکا نظر بار دگر کاغذ

رقم کر ہو سکین جتنے مضامین خاکساری کے
کہ ہو روشن بشکل کاغذ زر سر بسر کاغذ

## مطلع

لکھ ایسا ذوق و شوق حق مین اے اہل نظر کاغذ
کہ کرجائے ہر اک مشتاق کے دل مین اثر کاغذ

خدا کا نام اپنے صفحۂ دل پر فقط لکھ لے
نہ رکھ دفتر کے دفتر باندھ کر تو اپنے گھر کاغذ

ورق کسواسطے شام و سحر ناداں پلٹتا ہے
کیا کرتا ہی دن اور رات کیون زیر و زبر کاغذ

موحد نبکے کرلے یاد نکتہ ایک وحدت کا
نہین لکھا ہے جسکو خامۂ قدرت نے بر کاغذ

سیاہی پھینک دی ہی تونے اتنی اپنے نامہ پر
کہ آتا ہے نظر کالا جدھر دیکھو اُدھر کاغذ

مطالعہ کر کتاب عشق کا شام و سحر سرور
فقط رکھ نامۂ اعمال کا پیش نظر کاغذ

## ردیف ر

بندہ عاجز کسلیئے کرتا ہے اتنا زور و شور
اسقدر کیون خاک کا کرتا ہے پتلا زور و شور

ہو کے مغرور اپنی دکھلاتا ہی بندہ ناتوان
کیسی طاقت کیسی قوت اور کیسا زور و شور

تھوڑی سی ہستی یہ ہی کسواسطے جوش و خروش
اس ذرا سی بات پر ہوتا ہی کیسا زور و شور

سیکڑون رستم ہزارون پہلوان لاکھون امیر
چل دیے دکھلا کے آخر اپنا اپنا زور و شور

ٹوٹ جائیگی یہ قوت بازوٗن کی ناگہان
خاک مین مل جائیگا انسان کا سارا زور و شور

ہاتھ سے گر ہو سکے کچھ کام کر اے مرد کار
فائدہ کیا ہی زبان سے اتنا کرنا زور و شور

مرد میدان عبادت ہے وہی مرد خدا
آکے اس میدان مین جو دکھلائے پورا زور و شور

مال دنیا کا حقیقت مین کوئی مالک نہین
کرتے ہین ناحق ہمیشہ اہل دعوی زور و شور

ہے ادھر بندون کے دل مین جوش زن جوش گناہ
حق کی رحمت کا ادھر کرتا ہے دریا زور و شور

آج تیرے جسم مین جتنی بھری ہین قوتین
چار دن کے بعد یہ رہجائیگا کیا زور و شور

اصل مین ای پہلوان کمزور ہو تیری سرشت
پھر بھلا کس بات پر ہوتا ہے ایسا زور و شور

لکھی یہ سرور ہے زور و شور کی تونے غزل
جسکو سنکر دل مین ہو جاتا ہے بیزار زور و شور

خوشی سے مان سرور حکم تقدیر
کہ جاتی ہی نہیں پیش اُسمین تدبیر

نہ دے ہاتھون سے عجز و خاکساری
اگر اُسکے عوض ملجائے اکسیر

بلوح سینہ لکھ لے حق کا نقشہ
یہ تصویر اپنے دل پر کرلے تحریر

زبان پر لا نہ غیر از راستی بات
کہ اہل دل بھی سن لین تیری تقریر

زمانہ مرگ کا ہے آنے والا
نہوگی اسمین کچھ تقدیر و تاخیر

کہان رہجائینگے قائم ترے بعد
یہ عالی شان محل اور اونچی تعمیر

نشانہ موت کا ہوگا تو آخر
پڑیگا بر ہدف اک روز یہ تیر

گناہون کی معافی مانگ حق سے
خدا سے بخشوا ہر ایک تقصیر

عبث کرتا ہے تو دنیا کی خاطر
یہ سب جعل و فریب و مکر و تزویر

بہت پچھتائیگا جس وقت تجھکو
ملیگی آخرت مین اُسکی تعزیر

خوشی مت ہو اگر ملجائے دولت
دگر چھن جائے مت کر دلکو دلگیر

ابھی کھا سرورا غم عاقبت کا
سنوار اس کام کو کر اچھی تدبیر

ملکے بیٹھو دوستو بہر عبادت بار بار
یہ جگہ ایک ایک دو دو تین تین اور چار چار

عمر گذری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے
کر سکیگا کیا بھلا اسوقت اے بیکار کار

گل نہ آئیگا نظر گلشن مین جب وقت خزان
عندلیب زار رو دیگی نہ کیونکر زار زار

دی نہین سکتے ہین کچھ تجھکو مدد دنیا کے دوست
بن نہین سکتے ہین دشمن دوست اور اغیار یار

بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھکو ملے
جس طرح ملتے ہین باہم دوست دوست اور یار یار

سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے
پر بنا اپنے گلے کا اُنکو مت زنہار ہار

ٹوٹ جائینگے یہ سب پیوند بعد از چند روز
رشتے سب ہو جائینگے دنیا کے آخر تار تار

نفس کافر سے بہادر بنکے لینا انتقام
اُسپہ خود کرنا پکڑ کے ہاتھ مین تلوار وار

ایک دن یہ سانپ بنکے مار ڈالیگا تجھے
نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار مار

موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر مین
دل کو ایسے انقلابون سے نہ رکھنا خار خار

سخت بیماری ہی درد دل تو اپنے آپ کو
بنکے نا پرہیز مت اے سرور بیمار مار

وحدت کا کر زبان سے اقرار بار بار
گر منہ سے حق کے کلمے کی تکرار بار بار

کرتا رہو ہمیش صفا دل کا آئینہ
لگ جائے تا کہ اُسکو نہ زنگار بار بار

کر بار بار بندگی رب کریم کی
سر کو جھکا کے سجدے مین اے یار بار بار

کس کس طرح دکھاتا ہی تازہ بہار دیکھ
ہر فصل مین یہ گلشن بنجار بار بار

برسا خدا کے خوف سے خون جگر مدام
آنکھون سے شکل ابر گہر بار بار بار

مطلع

حق سے وہ پائے دولت دیدار بار بار
ملجائے بار جسکو بدربار بار بار

آنکھون سے جسنے پردۂ ظلمت اُٹھا دیا
دیکھا اُسی نے چہرۂ دلدار بار بار

کب بار بار بولینگی گلشن مین بلبلین
کب پھولے گی یہ حسن کی گلزار بار بار

حق بار بار کرتا ہے سب کے گنہ معاف
توبہ قبول کرتا ہے غفار بار بار

آخر وہ پا ہی لیگا مسیحا کو ایک دن
ڈھونڈے اگر کوئی آسے بیمار بار بار

پھیلا بغیر حق کے نہ غیر دن کے روبرو

دست سوال اسے سرور نادار بار بار

ور دکر نام خدا الیل و نہار
مغفرت کا ہے اگر امیدوار
بندگی کر حق کی اے کاہل وجود
کام میں مت سست ہو ای نابکار
بندہ کہلاتا ہے گر دنیا میں تو
بندہ بن اور بندگی کر اختیار
خانۂ دنیا مقطع خانہ ہے
پر نہیں ہے اسکی بنیاد استوار
زندگی اپنی کے دن گنتا رہو
بلکہ ہر دم مرگ کا رکھ انتظار
عاشق جانباز مل جائے اگر
کر دے اپنی جان و دل اُس پر نثار

مطلع

عاجزی کر عاجزی ای خاکسار
کیونکہ ہے یہ عجز تیرا افتخار
گلشن دنیا کا بن کر عندلیب
سیر کر در ہر خزان و ہر بہار
گاہ ذوق و شوق میں ہو نغمہ زن
گاہ گل کی یاد میں رو زار زار
پائے کوئی خار بھی اسمین اگر
رکھ نہ کچھ بھی اپنے دلمین اس سے عار
غم نہ کھا دنیا کا ہرگز غم نہ کھا
دل کو رکھ اسمین بحال و برقرار
کیون نہ بخشیگا تجھے رزاق رزق
کیون نہ پالے گا تجھے پروردگار
برکنار اس سے رہو ای مرد حق
ہے یہ دنیا بحر ناپیدا کنار
کر گئے عاجز مار ڈالے مرگ نے
جبکہ زال و رستم و اسفندیار

ردیف ز

باوجود ضعف و عجز و لاغری
پھر ہے اسے سرور ترا کیا اعتبار

کیے ہیں نفس نے اس طرح دانت تجھ پر تیز
کر اُسپہ تو بھی اُسی طور اپنا خنجر تیز
ملا دی خاک میں گردن پکڑ کے دشمن کو
کر ایسا حملہ کوئی اُسپہ مرد بنکر تیز
رہا ہی تھوڑا سا دن باقی دور منزل ہے
چل اپنی راہ میں مانند باد صرصر تیز

فرشتہ نیکے پہونچ جاتا عرش پر انسان
گر اُسکی خاک کو لگجاتے شوق کے پر تیز

رہیگا سست اگر حق کی بندگی مین تو
نہو گا کس طرح پر تجھپہ نفس کافر تیز

کہین بھی کچھ نظر آتا نہین زمانے مین
اندھیری چلتی ہے دنیا مین ایسی گھر گھر تیز

کسی سے بول نہ کچھ دم بخود رہو لیکن
خدا کی ذکر کا وقت آئے جب زبان کر تیز

ہو اپنے کون سے رتبے پہ آدمی مغرور
ہوا ہے بندۂ کاہل وجود کس پر تیز

تجھے بمنزل مقصود صاف لے پہونچے
اگر ہو ساتھ تیرے کوئی اچھا رہبر تیز

یہ کھینچ ادنی سی بات پہ دمبدم تلوار
زبان کو اپنی نہ کرلے بشکل خنجر تیز

وہ چاند سب کو ہمیشہ دکھائی دیتا ہے
نظر نہین ہے یہ افسوس تیری مسرور تیز

آنکھ مت حق کی عبادت سے چرانا روز روز
بندگی مین تازہ مت لانا بہانہ روز روز

تجھکو وہ روزی رسان دیتا ہی کھانا روز روز
تیرا پہونچاتا ہی تجھکو آب و دانہ روز روز

مانگنے غیرون کے گھر ہرگز نہ جانا روز روز
روز روز اپنا نانا اور کھانا روز روز

قصر عالم کا نیا نقشہ جمانا روز روز
روز روز اُسکو بنانا اور گرانا روز روز

منزل فانی کو اپنا گھر بنا مت بیٹھنا
ڈھونڈ لینا اپنے رہنے کا ٹھکانا روز روز

روز روز اپنے گناہون کا سمجھ لینا حساب
اُسپہ رونا روز روز آنسو بہانا روز روز

روز روز اُس خالق اکبر کی کرنا بندگی
سجدۂ تسلیم مین گردن جھکانا روز روز

تازہ تازہ رنگ دکھلاتا ہی روزانہ فلک
حالتین اپنی بدلتا ہی زمانہ روز روز

ہو چکیگا ختم جبدم اے مسافر یہ سفر
پھر یہان ہوگا ترا کب آنا جانا روز روز

مت بھڑکنے دینا آگ اپنی ہوا و حرص کی
اسکو تم آب ندامت سے بجھانا روز روز

دوستون کا ایکدن کرلینا پورا امتحان
ایسے دمبازون کا دم مسرور نہ کھانا روز روز

وقت مشکل سب کی لیتا ہی خبر بندہ نواز
پالتا بندون کو ہی شام و سحر بندہ نواز

ہی وہی مالک خدا ے بحر و بر بندہ نواز
پادشاہ فرمانروا ے خشک و تر بندہ نواز

اپنا بندہ جسکو خود لیتا ہے کر بندہ نواز
پھیرتا اُسکو نہین پھر در بدر بندہ نواز

خوش نہین ہوتا کسی بندی سے غیر از بندگی
چاہتا ہے بندگی کو اس قدر بندہ نواز

ذرے کو سورج بنا دے خاک کو سونا کرے
مہربانی سے کرے جسپر نظر بندہ نواز

کوئی دشمن دشمنی دنیا مین کر سکتا نہین
ہو وے بندی کی حمایت پر اگر بندہ نواز

بیکسی مین بندۂ بیکس کا بنجاتا ہے کس
مرغ بے پر کو لگا دیتا ہے پر بندہ نواز

زور کمزورون کو کرتا ہے عطا پروردگار
بخشتا ہے بندۂ بے زر کو زر بندہ نواز

پالتا ہے اپنے بندون کو وہ رب العالمین
رحم کرتا ہی وہی ہر ایک پر بندہ نواز

مہربان اُسپر ہین سب جسپر خدا ہو مہربان
ہین اُدھر بندی بھی اُسکے ہی جدھر بندہ نواز

بندی سب ورد زبان کر لین ترے اشعار کو
سرورا ان مین اگر بخشے اثر بندہ نواز

فی الحقیقت وہ خدا ہے کارساز
مانتا بندون کے ہے ناز و نیاز

صدق و اخلاص و نیاز و عجز سے
پڑھ نماز اے بندۂ حق پڑھ نماز

با ادب ہو کر جناب حق مین بجھل
کون تیرے اسجگہ سنتا ہے ناز

در گذر عزت سے اپنی اے عزیز
رکھ بخاک عجز سر اے سرفراز

مل اُسی کو جسکو ملنا چاہیے
اُن سے بچ ہے جنسے واجب احتراز

چھوڑ سب آلودگی اے سینہ صاف
جان و دلکو پاک رکھ اے پاکباز

ہاتھ کر کوتاہ مال و جاہ سے
چھوڑ حرص طول و امید دراز

فاش مت کر راز دارون کے بغیر
وقت حاجت بے ضرورت دو لگا از

بر زبان لاتا نہین جز یاد حق
مرد عاشق صاحب سوز و گداز

عشق ذرون کو بنا دیتا ہے خور
عشق کر دیتا ہے کنجشکون کو باز

عشق سے دنیا مین شہرت پا گئے
خسرو و شیرین و محمود و ایاز

دوڑ ہر مطلب برآری کے لیے
حملہ کر مثل سوار یکہ تاز

جب شکار آئے کوئی اچھا نظر
پنجہ کھول اور مار چنگل بنکے باز

ردیف — س

کیون یہ ہے نادان تعلق مین اسیر
کیون ہے سرور پابستۂ بند حرص و آز

جیتے جی کرتا ہے کب دنیا سے دنیادار بس
اپنے منہ سے گرچہ وہ کہتا ہے سو سو بار بس

زندگی مین جھگڑے جاتا ہی بڑھاتا آدمی
دم نکل جاتا ہی جب ہوتی ہین بس تکرار بس

سخت مہلک ہی یہ بیماری ہوا و حرص کی
جانستان آزار ہی دنیا مین یہ آزار بس

ہی خدا ہی داروی درد دل درماندگان
ہی خدا ہی دستگیر بندگان زار بس

وقت مشکل ہے وہی ہر ایک کا مشکلکشا
اور غم و رنج و الم مین ہے وہی غمخوار بس

پردہ پوش خلق ہے وہ ایک ستار العیوب
واقفِ اسرار دل ہی لیک وہ دلدار بس

جاتے جاتے عمر جائیگی گذر اپنی تمام
آتے آتے دم یہ ہو جائیگا آخر کار بس

تجھ سے دنیا کی عمارت ختم ہونگی نہین
چھوڑ دی اسکو یہان بس کر دی ای معمار بس

کھا چکا دنیا کو تو اور تجھکو دنیا کھا چکی
اب تو کر اس سے خدا کے واسطے ای یار بس

سیر اس گلزار کی کر لے کہ بعد از چند روز
ختم ہو جائیگا گل اور موسم گلزار بس

اس تجارت گاہ مین کچھ کر لے سرور لین دین
ہونے والا ہے یہ سودا ختم اور بازار بس

خدا کی ذات کو ہر ایک دم سمجھنا پاس
نہ جانا دور کہ ہے دلربا ہمیشہ پاس

کبھی کہین نہین جاتا ہی گھر سے گھر والا
قیام رکھتا ہی بندہ ہی کے اسکا مولا پاس

ہی نحن اقرب ارشاد ذات ربانی
خدا ہی بندہ ہی کے پاس اور خدا کے بندہ پاس

ہمیشہ دیتا ہے روزی گناہ گارون کو
خدا کو بندۂ ناچیز کا ہے اتنا پاس

عزیز دہ ڈھونڈھتے کیون در در پھرتے ہو
ہمیشہ جبکہ رہا کرتا ہے وہ مولا پاس

خدا کا نام فقط رکھ لے پاس دنیا مین
اُٹھا دے باقی جو ہے مال و زر خزانا پاس

جہان سے جائیگا جسوقت ساتھ کیا لیگا
جب آیا پہلے تھا اُسوقت رکھا تھا کیا پاس

اگر تو لوگون کی خاطر عزیز رکھے گا
تیرا کریگا نہ کیونکر زمانہ سارا پاس

دوا ے درد دل زار غیر سے مت مانگ
کہ تیرے رہتا ہے وہ چارہ گر مسیحا پاس

دم اخیر سمجھ لو ہر ایک دم اپنا
ہے اسکے جانے مین باقی کوئی گھڑی ہم پا پاس

سفر ہے طول رہ آخرت کا اے سرور
بہت سا خرچ تم اس راستے مین رکھنا پاس

لائے جو جنس اچھی اس بازار مین وہ پائے جنس
نقد وہ حاصل کرے ساتھ اپنے جو لیجائے جنس

سود سوداگر کو دیتا ہے وہی سودائے جنس
روبرو جسں جنس کے ہر جنس کی شرمائے جنس

ہے مناسب ایسے سوداگر کو یہ سوداگری
جو بازار محبت بیش قیمت لائے جنس

سائلون کی ہر طرح سے لے خبر مرد غنی
وقت پر گر نقد کچھ حاصل نہو دلوائے جنس

ہے محبت اپنی اپنی نوع سے ہر نوع کو
چاہتے ہین اپنی اپنی جنس کو ابنائے جنس

مال و زر دیکر چھڑا دنیا سے اپنے آپ کو
جان بچ جائے اگر ہرگز نہ کر پروائے جنس

لے پہونچ گھر تک سلامت رہزنون سے مال کو
راستے ہی مین مبادا اپنی تو لٹوائے جنس

سوداگر اچھا کہ اس سے تجھکو سودا اچھا ملے
جنس لا اچھی کہ تجھکو فائدہ پہونچائے جنس

کردے سائل کے حوالے جسقدر ہے جنس و مال
تا بخبس عند الضرورت تجھکو وہ ملجائے جنس

پورا سوداگر ہے اور نامی وہی دوکاندار
ہر طرح کی جو کہ اس بازار مین پھیلائے جنس

سرور نادار کیا اپنی کرے حالت بیان
کھو لکر نقد اپنا یہ دکھلائے یا دکھلائے جنس

| | |
|---|---|
| دور ہی سونگھ اس گلشن کی باس | پر لگا مت ہاتھ مت جا گل کے پاس |
| حق تری ہر عرض کرتا ہے قبول | مانتا ہے وہ تری ہر التماس |
| مستحقون کو اُٹھا دے اپنا مال | حق شناسی کر سدا ای حق شناس |
| کھول وہ کیسہ جو ہی باندھے ہوئے | پاس مت رکھ اُسکو جو رکھتا ہی پاس |
| غم نہ کھا ای مرد دانا غم نہ کھا | کام سب تیرے خدا کر دیگا راس |
| مشکلین کر دیگا حل مشکلکشا | بن کے صابر صبر کر مت ہو اداس |
| چھوڑ ہی جائیگا آخر جتنا گنج | کر لیا ہے جمع تونے اپنے پاس |
| ہو گیا فربہ اگر تو کیا ہوا | خاک کھا جائیگی آخر ترا ماس |
| پاک کر دلکو ہوا و حرص سے | جسم کو دھو اور بدل اگلا لباس |
| بندہ وبن مت ڈر کسی بدخواہ سے | عاجزی کر اور نہ رکھ دل مین ہراس |
| کون اس دار فنا کو چھوڑتا | گھر اگر ہوتا یہ مستحکم اساس |
| ذات حق ہے مالک ملک جہان | رازق وحش و طیور و جن و ناس |
| مرد طماع و حریص و گرسنہ | رات دن گردش مین ہے مثل خراس |

ردیف — سرور اتو بندۂ حق ہے اگر / سر جھکا اور کر ادا حق کلسپاس — ش

| | |
|---|---|
| کار کن سرگرم ہر شام و سحر در کار باش | روز و شب در انتظام کار خود ہشیار باش |
| در محبت دایما دل زندہ باش ای زندہ دل | در عبادت روز بے آرام و شب بیدار باش |
| نرم مثل موم شو یا سنگدل مانند سنگ | باش گل در سنبلستان جہان یا خار باش |
| سینہ کن صاف از ہمہ گرد و غبار ماسوا | صورت آئینہ ہمصورت قبل یار باش |

مطلع

| | |
|---|---|
| عاشق روے مسیحائی اگر بیمار باش | گر تو ہستی طالب گل عندلیب زار باش |

دیدۂ صورت بہ بند و چشم معنے باز کن / پردہ ہا بردار و محو جلوۂ دیدار باش

کن بوحدت اعتراف و از دوئی انکار کن / با خدا کن دوستی و از خودی بیزار باش

تشنہ شو تا جرعۂ از آب حیوانت دہند / دل بدلبر بخش و در اہل دلان دلدار باش

سر مپیچ از بارگاہ حضرت باری تعال / روز تا شب بادرش پیوند چون دیوار باش

باش نالان شکل بلبل در فراق روی گل / نغمہ زن و رسوز دل مانند موسیقار باش

باش مملوک جہان ای بندہ تا مالک شوی / سر بنہ سرور بخاک بندگی سردار باش

---

خدا کی رکھتا ہی جو بندۂ خدا خواہش / خدا بغیر کسی کی ہے اُسکو کیا خواہش

مرادین چاہنے والون کو چاہ دیتی ہی / ہی سب کے مطلب و مقصد کا مدعا خواہش

زمانہ سارا ہی دیوانہ اپنے مطلب کا / نہ یار رکھتا ہے تیری نہ آشنا خواہش

خدا کو جب تری خواہش ہمیشہ رہتی ہے / تو اُسکی کیون نہین رکھتا ہی دائما خواہش

خدا ہی چاہی تو بندہ کی پوری خواہشین ہون / کہ ایک بندہ ہی یہ اور ہزار ہا خواہش

خدا ہی بندون کو ساری مرادین دیتا ہی / وہ پوری کرتا ہی اُنکی ذرا ذرا خواہش

اخیر دنیا سے چلد لگا چاہنے والا / یہان ہی اپنی ہر اک چھوڑ جائیگا خواہش

خدا کے چاہنے والے کسی کی رکھتے ہین / نہ ابتدا مین ضرورت نہ انتہا خواہش

ہر ایک شخص کے دل مین جہان فانی مین / جدا جدا ہے تمنا جدا جدا خواہش

رہیگا سب کا زمانے مین گر تو خواہشمند / تری بھی دنیا مین ہر ایک رکھیگا خواہش

خدا سے مانگو جو تم مانگتے ہو اے سرور / کسی کی رکھ نہ بجز ذات کبریا خواہش

---

سر جھکا سرور کہ حق تجھکو کری ہمتای عرش / لامکان بن جا کہ حق بخشی مکان بالای عرش

خاکساران الٰہی نے وہ پایا ہی عروج / سرنگون جنکے کمال رعب سے ہو جای عرش

بندگان حق اگر دیکھین نگاہ تیز سے — لرزین فوراً آسمان کانپے زمین تھرائے عرش

آسمان پر خاکساران زمین کرتی ہین سیر — خاکبوسان محبت چومتی ہین پائے عرش

عاجزی اس خاک کی منظور ہی حق کے حضور — ہی مناسب اُسکے پایہ سے اگر شرمائے عرش

کھول دست عجز حق کے سامنے وقت دعا — تاکہ کھل جائین اجابت کے لیے درہائے عرش

سرزمین پر ہے غنیمت جنکو فرش بوریا — فی الحقیقت دلمین وہ رکھتے نہین پروائے عرش

دیدۂ دل جسکے روشن ہین بنور ایزدی — کیا عجب ہے گر زمین پر بیٹھکر دکھلائے عرش

جاذب جذب محبت گر کشش پیدا کرے — فرش سے تجھکو اُٹھا لیجائے وہ بالائے عرش

خاک پر سر رکھ کہ جھک جائے فلک تیری طرف — رہ خدا کے خوف سے تجھپر گھر برسائے عرش

افتخار دوجہان ہے سرور عالم کی ذات
اُنکی پابوسی ہے سرور کیون نہ عزت پائے عرش

حق وہی سنتا ہے بندہ حق نیوش — کھل گئے جسکے کلام حق سے گوش

عمر کو مت کھانے پینے مین گذار — مت گنوا یہ دن لفکر نا و نوش

گھر بنا گر اس سرائے دہر مین — کس لیے رہتا ہے یہ خانہ بدوش

اس قدر سر کیون اُٹھاتا ہی حباب — خالی ہنڈیا اتنا کیون کھاتی ہی جوش

رکھ کسیکی بھی بدی پر مت نظر — دیکھ مت بندون کے عیب اے پردہ پوش

قطرۂ ناچیز دریا کی طرح — لون لگے برتنے یہ کرتا ہے خروش

کام بہبوشون کے کیون کرتا ہے تو — حق نے جب بخشا ہی تجھکو عقل و ہوش

کاٹ لیتے ہین زمانہ رنج کا — اہل تسلیم و رضا ہو کر خموش

زہر کا اُن کو اگر ملجائے جام — مثل شربت اسکو کر لیتے ہین نوش

مان فرمان الٰہی جس طرح — مانتا ہے بندۂ حلقہ بگوش

دل مین کر ذکر خدا جس سے نہون

| ردیف | سرور واقف زبان وچشم وگوش | ص |
|---|---|---|

ہو دین و مذہب و ملت کا مقتدا اخلاص
فقط ہی راہ طریقت کا رہنما اخلاص

نہ تھا یہ عالم ایجاد جب نہ تھا اخلاص
کہ قصر عالم ہستی کی ہے بنا اخلاص

بنا خدائی کا محبوب مرد با اخلاص
خدا اُسی کو ملا جس کو مل گیا اخلاص

ہر ایک بات مین ملحوظ دوستی کر لے
ہر ایک کار کر اے مرد کار با اخلاص

قیام جس سے محبت کو ہے قیامت تک
سرا ہے دہر مین ایک صدق با اخلاص

حصول دولت و اقبال و مال کے خاطر
ہے صدق و راستی اکسیر و کیمیا اخلاص

مطلع

خدا کے بندون سے کر بندۂ خدا اخلاص
تمام دنیا سے گر بڑھ سکے بڑھا اخلاص

رکھ ایسا اہل محبت سے تو سدا اخلاص
کہ رکھین تجھ سے بھی سب یار و آشنا اخلاص

اگر ہے قید تفکر سے مخلصی منظور
گھٹا وے بغض و عداوت کو اور بڑھا اخلاص

بکار تجھکو ہے اخلاص دین و دنیا مین
کہ ہے ذریعۂ بہبود دوسرا اخلاص

بنا لے خانۂ الفت ہے جس سے مستحکم
محبت ایک ہے رکن اُسکا دوسرا اخلاص

کرے ہزار عبادت تو کیا ہے اے سرور
کہ ذات باری کو منظور ہے ترا اخلاص

در بدر اس آدمی کو بھیک منگواتی ہے حرص
جسکے گھر جاتا ہی اُسکو دھکے دلواتی ہی حرص

حرص سے آنکھ اپنی بندہ کیسی کر لیتا ہے بند
اندھا بن جاتا ہی جسدم شکل دکھلاتی ہی حرص

پردہ پڑ جاتا ہی از خود اُسکی عقل و ہوش پر
جسگھڑی بے پردہ ہوکر روبرو آتی ہی حرص

جسجگہ جانا نہین ہوتا کبھی اُسکو پسند
وان ہی بے عزت بنا کر اُسکو لیجاتی ہی حرص

چھوڑتی باقی نہین کچھ آبرو و طمع کی
گالیان ہر دوست اور دشمن سے کھلواتی ہی حرص

حرص سے بدنام ہو جاتا ہی ہر اک نیکنام
صاحب عزت کو ذلت کیسی پہونچاتی ہی حرص

طینتِ انسان مین عیب جو حرص ہے کیا سخت عیب
آدمی کی ذات مین کیا سخت بد ذاتی ہے حرص

حرص کب مرتی ہے جب تک مر نہ جائے آدمی
چل دے دنیا سے جبتک اسکی کب جاتی ہے حرص

آنکھین اونچی اپنی کر سکتا نہین مرد حریص
اپنے ہمچشمون مین اسکو کیسی شرماتی ہے حرص

آدمی کو ایک دم لینے نہین دیتی ہے دم
کرکے حیران شرق سے تا غرب دوڑاتی ہے حرص

کچھ نہین ہوتا نصیب اسکے بجز خار الم
جسکو سرور اپنا رنگین باغ دکھلاتی ہے حرص

خدا کے رستے مین رہبر بنا تو ایسا شخص
جو ہو وے مرد موحد کوئی یگانہ شخص

اسیر دام تعلق نہو جو دنیا مین
وہی ہے سارے زمانہ مین ایک دانا شخص

تمام لوگون کو اچھا وہی سمجھتا ہے
جو اچھے شخصو نہین ہوتا ہے آپ اچھا شخص

بغیر ذات الٰہی غریب بندون کو
نہ دینے والا کوئی ہے نہ لینے والا شخص

رہائی پائی ہو جس نے اجل کے پنجہ سے
ہوا نہ ایک بھی ایسا جہان مین پیدا شخص

خبر نہین ہے خدا کی خدائی کی جسکو
ہے خالی عقل سے وہ بے شعور کیسا شخص

اٹھالے بار عبادت جو اپنی گردن پر
ہزارون بندون پہ بھاری ہے وہ اکیلا شخص

غرض سے خالی کسی سے جو دوستی رکھے
نہ ایسا پہلے سنا ہے نہ کوئی دیکھا شخص

کرے جو دوستی سب سے وہی ہے پورا دوست
جو پیار رکھے زمانہ سے ہے وہ پیارا شخص

ملے بعالم ایجاد ہمکو کیسا کیا لوگ
دکھائے صانع اکبر نے ہمکو کیا کیا شخص

وہ دم بھی آئیگا سرور فقط کسی دم مین
کہینگے لوگ کہ اب مرگیا فلانا شخص

## ردیف ض

خود غرض خود مطلبون سے کچھ بھی مت رکھنا غرض
رہنا ان اہل غرض سے بے تعلق لاغرض

بے غرض رکھ نیک و بد سے دوستی اے دوستدار
چھوڑ ارباب غرض سے ہو کے بے پروا غرض

اپنے بیگانے زمانے کے غرض کے یار ہین
رشتہ دارون مین فقط ہے منعقد رشتہ غرض

| | |
|---|---|
| لیکے کیا آئیگا اے نادان بجز شرمندگی | جائیگا لیکر جہان کچھ اپنا مطلب یا غرض |

**مطلع**

| | |
|---|---|
| کیسی مخمصون مین کرتی ہی مجھے رسوا غرض | بندہ بندون کا بنا دیتی ہی تجھکو کیا غرض |
| آجکل کے دوست منھ پر گرچہ کہلاتی ہین دوست | غور سے دیکھو تو ہوگی کوئی در پردہ غرض |
| حاجتین محتاج بندون کو نہ کر دیتین اگر | پھر کوئی بندہ کسی بندی سے کب رکھتا غرض |
| مارے مارے سارے پھرتے ہین غرض کے واسطے | ہی ذریعہ آج کل دنیا مین ملنے کا غرض |
| آدمی جتنے ہین پابند غرض ہین سربسر | ہے غرض دنیا و دنیا دار سرتاپا غرض |
| غیر کے در پر غرض لیکر نہین جاتا کبھی | جنکی گھر سے پوری کر دیتا ہی خود مولیٰ غرض |

مبتلائے رنج و غم سرور رہین دنیا مین ہم
کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض

| | |
|---|---|
| بندہ کی آپ سنتا ہے حق بار بار غرض | سائل کرے گر ایک گھڑی مین ہزار عرض |
| سن لینگے تیرے حال کی فریاد ذوالجلال | مانگے تیری حضرت پروردگار عرض |
| پھیلاکے ہاتھ مانگ دعا حق سے صبح و شام | کر لے زبان عجز سے لیل و نہار عرض |
| سائل کے گرچہ حال سے واقف ہی کردگار | ہے بندۂ غریب کو لیکن بکار عرض |
| درگاہ لاابالی مین زاری قبول ہے | آنسو بہاؤ رو کے کرو زار زار عرض |
| توبھی ہر ایک بندہ کی کر التجا قبول | جس طرح تیری مانتا ہے کردگار عرض |
| عفو گناہ کے لیے حق کی جناب مین | منت بہت سی چاہیئے اور ہشیار عرض |
| سائل ہو بندہ نیکے بدرگاہ ایزدی | کر سر جھکا کی عجز سے ای جان نثار عرض |
| پرسش کے وقت دیکھیے خالق کے روبرو | کیا کچھ کریگا بندۂ بے اختیار عرض |
| دیتا نہین ہے کوئی مدد تجھکو وقت پر | سنتا نہین ہے کوئی ترا دوست دار عرض |

مالک ترا ہے چاہے کرے تیرے باب مین

مت کر زبان سے سرور خدمت گزار عرض

ہی مقید بندگی کا ہمچ بندہ بعض بعض — رہ گیا انسان ہی بابت اپنی کا پورا بعض بعض

راہ حق پر سیکڑوں دوڑ گئے انسان مگر — منزل مقصود پر ان سب سے پہونچا بعض بعض

ہین بہت محتاج اس دنیا مین کم حاجت روا — لینے والے سیکڑوں اور دینے والا بعض بعض

کوئی کوئی ہی ہزاروں سے خدا کا دوست — سیکڑوں سے ہی جناب حق کا پیارا بعض بعض

سبکی دستگیر ہی دنیا سے دون کی تو ہین — حرص سے خالی یہان کا تو ہوگا بعض بعض

### مطلع

ہمنے مرد باخبر پایا تو پایا بعض بعض — بندہ اہل نظر دیکھا تو دیکھا بعض بعض

حرف کیا خوشخط ہی اس کاتب نے لکھا بعض بعض — کیا صفا نقاش نے کھینچا ہی نقشا بعض بعض

بے موحد کے عزیزو کھل نہین سکتا کبھی — اسقدر توحید کا مشکل ہے نکتہ بعض بعض

عقل کھا جاتی ہی چکر جسکی حالت دیکھکر — انقلاب ایسا دکھا دیتی ہی دنیا بعض بعض

ساری دنیا کو اگر ڈھونڈو گے تم لیکر چراغ — صاف سینہ مرد روشن دل ملیگا بعض بعض

ردیف

پوری یا مشکلک مشکلکشائی کیجیے
کھول دو باقی جو ہے سرور کا عقدہ بعض بعض

### ط

بندگی کا بندگان حق سے ہی اظہار شرط — ہے زبان سے کلمہ توحید کا اقرار شرط

حکم سے گردن کشی کرنا نہین بندی کا کام — بندگی مین سر جھکانا ہی فقط ای یار شرط

دونون تنگی اور فراخی لازم و ملزوم ہین — ساتھ ہر گل کے بہ بستان جہان ہی خار شرط

سعی لازم عین موقع پر ہی مرد کار کو — آدمی کو کام کرنا ہے بوقت کار شرط

ماننا دل کی رضا سے شرط ہے حکم قضا — مذہب تسلیم مین اسپر نہین انکار شرط

سبکو دکھلاتا ہی وہ مطلوب دل اپنا جمال — ہی طلب اسمین مگر ای طالب دیدار شرط

باندھکر شرط وفا حق سے یہان آیا تھا تو — اب تو مت کر بیٹھ ترک دوستی مت ہار شرط

ہو کے تائب ہر گھڑی کرتا ہی پھر تازہ گناہ
توڑ دیتا ہی تو اپنے قول کی ہر بار شرط

مانی جائے یا نہ مانی جائے تیری التجا
ہو مگر منہ سے ترے وقت دعا تکرار شرط

مانتا ہے عذر حق ہر بار جو کرتا ہے تو
گرچہ توڑے باندھکر تو اس سے سو سو بار شرط

ختم ہم کرلینگے انشاء اللہ حمد ایزدی
زندگی اپنی مگر سرور ہے دن دو چار شرط

منزل دنیا نہین جائے نشاط
کیون بچھاتا ہے بساط انبساط

بندۂ خاکی کی سچ پوچھو اگر
کتنی حیثیت ہے اور کتنی بساط

برزبان مت لا کوئی بیہودہ بات
ہر گھڑی ہر بات مین رکھ احتیاط

بندگان حق سے رکھ ای حق کی دوست
دوستی بیحد نہایت اختلاط

اچھے لوگون سے بڑھانا چاہیئے
اتحاد و اختلاط و ارتباط

رکھ بوقت رنج امید خوشی
یاد کر غم کو بوقت انبساط

ہی جہان مین چار دن کے واسطے
محفل عیش و خوشی بزم نشاط

رو نہین ہوتا ہے حکم کردگار
تا نہ جائے اونٹ فی سم الخیاط

گرم یہ محفل رہیگی کب تلک
کب تلک بچھتا رہیگا یہ بساط

وہ نہین مرتا جو باقی چھوڑ جائے
سرزمین پر مسجد و چاہ و رباط

گذرے دن سرور ضعیفی آگئی
طبع سے گردور عیش و انبساط

آشنا مطلب کا ہے ہر اپنا بیگانہ فقط
ہی غرض کے واسطے یارون کا یارانہ فقط

ہر جگہ ہے پرتو افگن نور وحدت کا چراغ
ہو رہی ہی ساری دنیا جسکی پروانہ فقط

اس مسافر کو سرائے دہر مین رہنا نہین
ایکبار اسکا یہان آنا ہے اور جانا فقط

دام دنیا مین فقط یہ مرغ زیرک ہے اسیر
ہے بزنجیر تعلق بند یہ دانا فقط

کام مین اپنے سدا ہشیار ہے سرمست ہے
اپنے مطلب کا ہے دیوانہ یہ دیوانہ فقط

طالب حق کو فقط حق سے تعلق ہے مدام
اپنے بیگانہ سے رہتا ہے وہ بیگانہ فقط

گل نہین آتے نظر ہر وقت اس گلزار مین
چار دن آباد رہتا ہے یہ ویرانہ فقط

اور کیا حاصل ہے اس دنیا سے دنیادار کو
ہے نصیب اس بندۂ غمگین کے غم کھانا فقط

دوستان حق کی ہے مردان حق سے دوستی
بندے رکھتے ہین خدا سے اپنا یارانہ فقط

فی الحقیقت سب کا حاکم ہے خدا کی حکم سے
جان و دل سے جسنے فرمان خدا مانا فقط

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے نکتۂ توحید کو
کام ہے سرور کا بے سمجھونکو سمجھانا فقط

نکال اُنکو جو ہین موجود اغلاط
ترے اعمال نامہ مین بافراط

نشان پایا نہ وحدت کا کسی نے
گئے سب ڈھونڈھتے سقراط و بقراط

کرے جو وقت پر حق کی عبادت
ادا کرتا رہے قرضہ کی اقساط

وہ اچھے بندونمین اچھا ہے بندہ
جو انمردون مین ہے وہ مرد محتاط

ترا دامان ہے سارا پارہ پارہ
بھلا کب اُسکو سی سکتا ہے خیاط

نہ ٹل سچ بولنے سے سچے بندے
اگر مارا بھی جائے مثل سقراط

گنہ سب بخشوا اپنے خدا سے
کیے ہین جو بیان تونے بافراط

پشیمان ہو پشیمان ہو پشیمان
کہ ہے توبہ سے ممکن انکا اسقاط

نہ دے ہرگز طبیعت کو بگڑنے
برابر رکھ ہمیشہ اپنی اخلاط

سنوار اس گل کو سرور مثل گلگون
کر اس لکڑی کو سیدھا مثل خراط

ہو سکے کیونکر خدا کے علم پر بندہ محیط
کنہ ذات حق پہ ہو کیونکر قیاس اسکا محیط

دائرے سے اسکے باہر رکھ نہین سکتا قدم
اسقدر ہے مرد دنیا دار پر دنیا محیط

ابر فیض حق برس جاتا اگر اس خاک پر
ایک دم مین قطرۂ ناچیز بن جاتا محیط

ای موحد ذرۂ ناچیز بن یا آفتاب
بادشہ ہو یا گدا یا ایک قطرہ یا محیط

تیری کشتی کا خدا خود ناخدا جب تک نہو
ہوگا طے کسطور یہ بے انتہا دریا محیط

راست و چپ پیش و پس کچھ دیکھ سکتا ہی نہین
کیسا غفلت کا تری آنکھون پہ ہی پردہ محیط

بحر فیض ایزدی رہتا ہے جاری ہر گھڑی
موج زن ہے جابجا فضل الٰہی کا محیط

سیکڑون غواص جس سے ڈوب کر نکلے نہین
گہرا اور چوڑا ہے اس توحید کا کتنا محیط

آدمی اک دھوپ کا جلوہ ہی اور حق آفتاب
قطرہ اک پانی کا یہ بندہ ہی اور مولا محیط

دور گیا گر ایک سے لاکھون بنا لے کردگار
کیا عجب قطرے سے گر خالق کرے پیدا محیط

قلزم وحدت کا ای سرور کنارہ دور ہے
تیر کر طے کون کر سکتا ہے یہ سارا محیط

مرد با تدبیر کرتا ہے بہر کار احتیاط
کیونکہ ہے ہر کار مین انسان کو درکار احتیاط

نیک و بد کار کھ تو وقت سیر بازار احتیاط
باغ مین جائے تو کر اندر گل و خار احتیاط

اچھا ہو جائیگا بیماری سے آخر ایک دن
کھانے پینے مین اگر رکھیگا بیمار احتیاط

اپنے نزدیک آنے مت دے آدمی کمظرف کو
اسمین رکھ ای مرد دور اندیش بسیار احتیاط

موسم گل مین بھلا دیتی ہے کیون وقت خزان
اسمین کیون رکھتی نہین ہے بلبل زار احتیاط

مستعد ہو کام کے کرنے پہ جتنی مرتبہ
چاہیے اسمین کرے انسان بہ تکرار احتیاط

دیکھنا رکھنا خدا کی بندگی کے کام مین
ہر گھڑی ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط

کام کیون کرتا ہی وہ بے احتیاطی سے خراب
جسمین ہے ہر دم تجھے درکار ای یار احتیاط

مسئلہ وحدت کا جب کرنے لگے سرور بیان
ہی وہان ہر بات مین تجھکو سزاوار احتیاط

## ردیف ظا

پہلے دن جو خامۂ قدرت نے لکھا لفظ لفظ
ہو گیا اب صفحۂ عالم پہ ہویدا لفظ لفظ

پورے وحدت کی معانی کوئی پا سکتا نہین
ذہن مین کیسے یہ آ سکتا ہے پورا لفظ لفظ

کیسا مضمون ہے مسلسل نسخۂ ایجاد کا
دفتر عالم کا ہے پیچیدہ کیسا لفظ لفظ

کلک قدرت کی چھپی تحریر کوئی بھی نہین
حرف حرف اسکا عیان ہے آشکارا لفظ لفظ

چشم عبرت سے مطالعہ کر کتاب کائنات
تا کہ آجائے سمجھ مین تیری اسکا لفظ لفظ

ثابت اپنے دلمین کر بعد از نفی اثبات کو
یاد کر لے بر زبان وحدت کا کلمہ لفظ لفظ

کھولی جائیگی خدا کے روبرو تیری کتاب
سارا پڑھ دیگے ترا اعمالنامہ لفظ لفظ

سب تری تقریر لکھتے ہین کرام کاتبین
جو نکلتا ہے زبان سے پورا پورا لفظ لفظ

غور کی آنکھون سے ہر دم اپنی حالت آپ دیکھ
کر مطالعہ نامۂ اعمال سارا لفظ لفظ

کیا عجب حمد ایزدی دیوان ہے یہ صلی علی
ہے محبت خیز و درد انگیز جسکا لفظ لفظ

خاتمہ بالخیر کی سرور کے حق مین کی دعا
ابتدا سے انتہا تک جسنے دیکھا لفظ لفظ

فقط ہے اپنی خلقت کا وہ خلاق جہان حافظ
ہر جا و مکان ہے وہ شہ کون و مکان حافظ

پھلے پھولے نہ کیونکر بوستان عالم دنیا
کہ اپنے باغ کا رہتا ہے خود وہ باغبان حافظ

ترا مشکل خزانہ بچ رہے چورون کے جھلے سے
اگر گنجینۂ دلبر رہے تیری زبان حافظ

تصرف مالکانہ اسمین کر گر اسکا مالک ہے
تو بن بیٹھا ہے کیون اس مال و زر کا رایگان حافظ

گذر جائینگے دن تھوڑے سے جسدن پھر خدا جانے
کہان ہوگا یہ گنجینہ کہان مالک کہان حافظ

سخی بنکر خدا کے نام پر دیدے ڈال مال اپنا
نہ کر اسکی حفاظت کو مقرر پاسبان حافظ

رہیگا خود خدا تیرا محافظ اس زمانے مین
اگر تو اسکے بندون کا رہیگا ہر زمان حافظ

ہمیشہ یاد رکھ ذکر الٰہی ظاہر و باطن
بنو کر حق بنا لے اپنا دل ذاکر زبان حافظ

جو حافظ ہین نگہبانی کیا کرتے ہین قرآن کی
خزانہ معرفت کا دلمین رکھتے ہین نہان حافظ

گئین اڑ کر کہان وہ بلبلین بستان عالم سے
کہان سعدی کہان جامی کہان صائب کہان حافظ

کسی کے ذکر سے ہرگز نہ رکھ کچھ واسطہ سرور
فقط رکھ حفظ نام اس نے خالق کا میان حافظ

ہی مرد صاحب دم کا ہر ایک دم محفوظ
بشا ہراہ طریقت قدم قدم محفوظ

نہین ہے ایک سی حالت مین حالت انسان
خوشی ہے اسکی نہ محفوظ اور نہ غم محفوظ

اجل کے پنجے سے دارا بچا نہ اسکندر
اور اس بلا سے فریدون ہا نہ جم محفوظ

ہزارون بندے گنہگار ایک دو مقبول
بہت سے لوگ ہین دارہ اور کم محفوظ

خدا کی زیر حفاظت ہے دفتر افلاک
خدا کے حکم سے ہے لوح اور قلم محفوظ

نہو گا دنیا مین جب تک کہ خود خدا حافظ
ہوا و حرص سے کیونکر رہینگے ہم محفوظ

کب اپنے ظلم سے ظالم امان پاتا ہے
ستم سے رہتا ہے کب صاحب ستم محفوظ

یقین ہے دنیا کی پھندی سے جان بچا لیگا
گر اس بلا سے رہیگا تو بیش و کم محفوظ

محافظ ایسا کوئی ساتھ لے بوقت سفر
کہ رہزنون سے ہو تیری رہ عدم محفوظ

گر اپنے ہاتھ سے تقسیم اپنا گنجینہ
نہ رکھ بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ

| ردیف | غلام سرور ملک عرب یہ سرور ہے<br>ہمیشہ جسکی حفاظت مین ہے عجم محفوظ | ع |
|---|---|---|

سمجھلے سوچ لے اب اپنے کام کا موقع
کہ روز ہاتھ نہین ایسا آئیگا موقع

نکوئی کر لے کہ نیکی کے آج کل دن ہین
بھلائی کر لے کہ ہی ان دنون بھلا موقع

ہین دن جو کام کے انکو تلف نہ کر لینا
نہ لینا دیکھنا اپنا کہین گنوا موقع

یہ بندہ سرکشی کرتا ہے کیا مناسب ہے
برے بھلے کا سمجھتا نہین یہ کیا موقع

ہین آنکھین دیکھتی گویا زبان سے سنتی کان
ہی تیرے کام کا اچھا بنا ہوا موقع

مطلع

گذر یہ مفت اگر آج جائیگا موقع
ملیگا کوئی نہ پھر ایسا دوسرا موقع

رہے نہ دام مین دنیا کی آدمی دم بھر
اگر رہائی کا پائے یہ مبتلا موقع

وہ کام کر کہ قیامت کو تیرے کام آئے
گر اب تجھے کوئی ملجائے اچھا سا موقع

گلون کو دیکھلے کر سیر اس گلستان کی
کہ چار روز ہے اس کی بہار کا موقع

خدا نے نور بصیرت عطا کیا جسکو
ہو اُسکی آنکھونمین روشن ذرا ذرا موقع

کمان سے نکلا ہوا تیر پھر نہ آئیگا
ملیگا پھر نہ کبھی جب گذر گیا موقع

اُٹھالے فائدہ اب عنبس زندگانی کا
کہ لینے دینے کا ہے آج بے بہا موقع

جب ایک موقع ملا تار ہے تو رکھ امید
بنا ہی دیگا خدا کوئی دوسرا موقع

تلاش کرلے تو اپنی بھلائی کی خاطر
بھلا زمانہ بھلا وقت اور بھلا موقع

ضعیفی آئی جوانی گذر گئی **سرور**
ہے کھیل کود کا اب کون وقت کیا موقع

وہ بخش روشنی اہل جہان کو بنکر شمع
کہ تیری روشنی سے جلوہ گر ہو گھر گھر شمع

گر ایسا نور محبت سے اپنا دل روشن
ہو جیسے خانۂ تاریک مین منور شمع

زمانہ سارا ہو پروانہ تیری صورت کا
ہو روشن حسن عمل کی اگر ترے گھر شمع

صفا بہ ظاہر و باطن کر اپنے سینے کو
کہ نور ذات سے روشن ہو باہر اندر شمع

ابھی سے خانۂ تاریک گور کر اُجلا
کہ تیرے جانے سے اول وہان ہو انور شمع

## مطلع

اگر ہو جلنے سے موقوف ایک دم بھر شمع
کیگا کون اُسے دنیا مین بار دیگر شمع

تو سوتا رہتا ہے تا فجر شمع جاگتی ہے
بہائی غم کے ہی آنسو ہمیشہ تجھ پر شمع

ہزارون جل چکے پروانے جسکے شعلون سے
بجھیگی جلنے سے اُنکے عوض مین کیونکر شمع

چراغ جلتے ہین روشن اسی چراغ سے ہین
ہی دیتی جلوہ اُسی شمع سے یہان ہر شمع

چراغ ہستی کا گل ہوگا ایک روز افسوس
نظر کسی کو نہ آئیگی یہ منور شمع

نظر نہ آئیگی صورت کسی پتنگے کی
سحر کو جلنے سے رہجائیگی جب آخر شمع

تمام خلق کو حاصل ہو روشنی جس سے
تو حسن خلق کی روشن کر ایسی سرور شمع

دوستوں میں باعث رنج و نزاع / ہے یہ ملک و دولت و مال و متاع

نفس سرکش کی جو گردن توڑ دے / ہے وہی مرد بہادر اور شجاع

زینت دنیا ہے گرچہ جاہ و مال / دولت و اقبال و فخر و ارتفاع

لیکن آخر کار اسکا چھوڑنا / سخت مشکل ہوگا ہنگام وداع

علم بخشا ہے اگر حق نے تجھے / دی ہے ہر راز نہان پر اطلاع

عقل سے اپنی نئی باتیں نکال / کر عیان اچھے سے اچھا اختراع

سب مسلمان جسکو مانیں تو بھی مان / بات سن ہو جسپہ سب کا اجتماع

پوری کہ جو بات سچ کہنے کو ہو / کچھ نہ کر اسمیں کمی و اختراع

موت گردن ہی دبالیگی تری / جب اچانک بیخبر بے اطلاع

غیر تسلیم و رضا و عاجزی / کچھ نہ بن آئیگی اے مرد شجاع

کہ کی اٹھ بیٹھینگے ساری یار دوست / الوداع و الوداع و الوداع

چاہتا ہرگز نہیں ہے ذوالجلال / اپنے بندوں سے بغیر از اتباع

تو بھی سن سرور کلام وعظ و پند
سنتے جس رغبت سے ہیں صوفی سماع

اپنے مولی کی طرف رکھ ہر گھڑی اپنا رجوع / تاکہ ہو تیری طرف بھی ساری خلقت کا رجوع

تیری صورت بھی نہیں دیکھینگے بعد از چند روز / آج کل جنکی طرف ہے سر بسر تیرا رجوع

خاک پر گرتا نہیں کسواسطے ای خاکسار / کیوں تو اپنی اصل کی جانب نہیں کرتا رجوع

روز کر ورد زبان انا الیہ راجعون / ہے بحق حق کی طرف جب ایکدن کرنا رجوع

کسطرح رکھیگا حق سے دوستی ناحق کا دوست / سوی دین کیونکر کریگا عاشق دنیا رجوع

خاص نسبت جزو کو اُس کُل سے جس حالت مین ہے
کیون نہو کثرت کا وحدت کی طرف پورا رجوع

غیر سے رُخ پھیر اور حق کی طرف ای مرد حق
رات دن رکھ صورت قبلہ نما اپنا رجوع

فی الحقیقت ہی رجوع خلق بھی اسکی طرف
جسکا ہر دم حضرت حق کی طرف ہوگا رجوع

رات دن سرور نکے کام مین معروف ہے
کارکار آمد جو ہین اُن پہ نہین اصلا رجوع

جمع کرتا ہے آدمی طماع
کسلیے اپنے گھر مین مال و متاع

لکھا قسمت کا صاف ملتا ہے
جب بہر قسمت و بہر اضلاع

پھر تا گھر گھر ہے کس لیے افسوس
نکلے ایسا حریص اور طماع

موت آئیگی ناگہان جسدم
لوگ اُسدم کرینگے تجھکو وداع

زور ڈالیگی جب کہ کم زوری
نہ شجاعت رہیگی پھر نہ شجاع

حق نے بھیجا ہے تجھکو دنیا مین
ہو اُسی کی طرف ترا ارجاع

اے مسافر خدا کے رستے مین
لاکھون رہزن ہین سیکڑون قطاع

لوٹ لیتے ہین رستہ چلتون کا
دانون دیگر تمام مال و متاع

چاہیئے مرد طالب حق کو
نہ عداوت کسی سے ہو نہ نزاع

سخت مشکل ہے نکتہ وحدت کا
وہی سمجھیگا جو کہ ہو طباع

آنکھیں رکھتا ہی جو کوئی دیکھے
روے صنعت سے جلوۂ صناع

ردیف غ

ہی حقیقت مین سرور اموزون
تیری حمد ایزدی کا ہر مصراع

رنگ و بوے باغ عالم سے معطر کر دماغ
خشک مغزی جس سے مٹ جائے تری ہو تر دماغ

جھوٹ ہی اس زندگی مین زندگانی کی امید
تاحق اُٹھاتا ہی یہ بیہودہ خیال اندر دماغ

کیون ہی نافرمان بھلا وحشی طبیعت آدمی
سرکشی کرتا ہی حق سے کیون یہ انسان خردماغ

عاجزون بے اختیارون کو نہین اچھا غرور
ان بچارون خاکسارون کو نہین بہتر دماغ

خاک مولد خاک مسکن خاک مدفن جسکا ہو
کیون ہو ایسے خاک کے پتلے کا گردون پر دماغ

گل نہین ہوتا کبھی اسکا چراغ زندگی
ہو چکا ہو جسکا نور عقل سے انور دماغ

نور وحدت سے منور ہو گئی ہر ایک آنکھ
ہو گیا ہر ایک سینہ صاف روشن ہر دماغ

بیٹھے بیٹھے فرش پر جو عرش کی کرتے ہین سیر
کیون نہو عرش برین پر اُنکا بالاتر دماغ

گندہ مغز ایسا ہو کس بات پر ہے آدمی
اور سمائی باد نخوت کسلیے ہے در دماغ

کون سے رتبے پہ روز افزون ہی اسکی سرکشی
دن بدن اسکا بگڑتا جاتا ہے کسپر دماغ

مغز مین بو جتنی ہی جاتی رہیگی ایک روز
خالی ہو گا ان خیالون سے ترا آخر دماغ

بندۂ زار ضعیف و عاجز و مکزور ہے
کون سے پایہ پہ دنیا مین کرے سرور دماغ

اپنے گم گشتہ کا اسنے پالیا سارا سراغ
جسنے اس رستے مین آکر کھو دیا اپنا سراغ

مدعا حاصل کیا کی جسنے اُسکی جستجو
پانوٗن رکھا جسنے اُسکی راہ پر پایا سراغ

یار ہر جائی کا انسان کسطرح پائے نشان
کسطرح اُسکا پتا کوئی نکالے یا سراغ

بیخبر یہ اپنی خود ہستی سے جس حالت مین ہے
پائیگا اپنے خدا کا کسطرح بندہ سراغ

مطلع

خلق سے خالق کا ہمکو مل گیا پورا سراغ
آخرش وحدت تلک کثرت کا جا پہونچا سراغ

رکھا جس خالق نے شہراہ طریقت پر قدم
ہر قدم پر اُسکو جانان کا گیا ملتا سراغ

گھر تلک دلبر کے پہونچا جستجو کرتے ہوئے
جسکو دل اپنے ہی سراغی نکلے دکھلایا سراغ

چپے چپے پر پتا ملتا ہے اُس گلفام کا
باغبان کا ہی یہان ہر باغ سے پیدا سراغ

جو مسافر جلد یا فانی سراے دہر سے
پھر نہین اُسکا کسی نے اس جگہ دیکھا سراغ

خاک اُس خاکی کی جب اُڑ جائیگی بنکر غبار
باقی رہجائیگا پھر اُسوقت اُسکا کیا سراغ

ہر قدم پر جسکا ہوتا ہو عیان نقش قدم
پھر نہین ملتا ہمین باعث ہی کیا اُسکا سراغ

حق کا کیونکر پائیگا سرور پتا اس راہ مین
جب تلک پہلے نکالیگا نہ تو اپنا سراغ

دلمین کر روشن محبت کا چراغ
کرلے سوز دل سے سینہ باغ باغ

دلکو خوش کرلے گلون کو دیکھ کے
باغ کی کر سیر ہو کر باغ باغ

دلمین بھر دے سر بسر عرفان کا نور
تاکہ ہو اُس سے ترا روشن دماغ

کر مقرر بندگی کے واسطے
اپنے وقتون سے کوئی وقت فراغ

بندۂ خاکی کا کس رتبے پہ ہے
دوستو عرش معلّیٰ پر دماغ

اہل دولت کسلیے ہوتا ہی خوش
بیٹھکر مردار پر مانند زاغ

اپنے رہبر کے قدم پہچان لے
تاکہ ملجائے تجھے اُسکا سراغ

حق کا عاصی بنکے نادان آدمی
کیون لگاتا ہے صفا چادر کو داغ

کام کر ایسا کوئی جس سے رہے
حشر تک روشن تری گھر کا چراغ

تازہ ہر موسم ترا گلزار ہو
پھولتا پھلتا رہی ہر وقت باغ

چھوڑ دو محفل صراحی توڑ دو
عمر کا اب بھر چکا سرور ایاغ

یہ کیسا باغ ہی دنیا کا ایک عمدا باغ
کہ دوسرا نہین ایسا بھلا ز بھولا باغ

ہی اُسکا نقشہ سراپا بہشت کا نقشہ
ہے عین گلشن جنت کا یہ نمونا باغ

بجز نکالے نہ نکلا وہ اس گلستان سے
بچشم غور یہ سر سبز جسنے دیکھا باغ

بہر بہار بدلتا ہے ڈھنگ یہ گلشن
نرالے رنگ دکھاتا ہی یہ ہمیشا باغ

کبھی بہار کبھی ہے خزان گلستان مین
کبھی ہے پھولتا گلشن کبھی ہی پھلتا باغ

ہزار دن بلبلین اور سیکڑون ہین گل اسمین
نہین ہے بلکہ کوئی اور اس سے اچھا باغ

**مطلع**

ہے کس نے دیکھا کوئی اور سطرح کا باغ
کہ سب کی آنکھونکی تپلی ہے یہ اچنبا باغ

نظارہ اسکا فقط دور ہی سے کر لینا
سمجھ نہ بیٹھنا باغ جہان کو اپنا باغ

جو چاہو توڑ لو پھول اور جو چاہو کھا لو پھل
کہ باغبان ازل کا ہے مالک سارا باغ

خدا نے مال دیا تجھکو بخشدی اولاد
کہ جس سے خانۂ دولت بنا سراپا باغ

بباغ عمر نکوئی کا بیج بو سرور
کہ ہووے حشر کے دن تک ترا شگفتا باغ

## ردیف ف

کتنا ناطاقت ہی عاجز ناتوان انسان ضعیف
کسقدر رہی ساری حیوانون سے یہ حیوان ضعیف

ہوتا جاتا ہے یہ انسان ناتوان شام و سحر
دن بدن کرتی ہی اسکو گردش دوران ضعیف

اتنا اتراتا یہ کیون ہے بندۂ خاکی نژاد
فخر کیون کرتا ہے اتنا آدمی نادان ضعیف

کون طاقت پر یہ ناطاقت بھلا مغرور ہے
کون سے زور اور کس قوت پہ ہی نازان ضعیف

کتنی کمزوری ہی اس عاجز مین کتنا ضعف ہے
کسقدر ہے جسم بھی اسکا ضعیف اور جان ضعیف

اپنی کمزوری پہ یہ کیونکر نہ روئے زار زار
کیون نہ کھائے اپنے ضعف پر ارمان ضعیف

سخت بیماری ہی دامنگیر اسکو ضعف کی
کس سے مانگے اپنے دل کے ضعف کا درمان ضعیف

آب و دانہ سے نہ لے رزاق گر اسکی خبر
مرنے لگ جاتا ہی اک دم بھر مین یہ بیجان ضعیف

کچھ بھی کر سکتا نہین یہ کام لے امداد حق
رات دن تا حق پھرا کرتا ہی سرگردان ضعیف

جذب حق کھینچے اگر اسکو کہین اپنی طرف
عرش پر لے نردبان چڑھ جائے یہ انسان ضعیف

کیسی کرتا ہی شکایت سرور اپنے ضعف کی
جب بنی آدم کو فرماتا ہی خود قرآن ضعیف

کسیکا دیگا نہ ظالم اگر یہان انصاف
خدا کریگا ہر اک بات کا وہان انصاف

زمانہ سارا ہی تیرا مطیع فرمان ہو
اگر تو رکھیگا ملحوظ ہر زمان انصاف

گر ایسی منصفی جاری کہ تیری ذات سے ہو
جگہ جگہ پہ عدالت مکان مکان انصاف

جہان دو آدمی آپس مین لڑنے کو بیٹھین
کھڑا ہو تیسرا تو ان کے درمیان انصاف

جھکا جب ایک طرف پلہ تل چکا پورا
تعصب آیا تو پھر رہ گیا کہان انصاف

## مطلع

خدا کے واسطے ہر وقت کر میان انصاف
کہ صاف کر دے کدورت سے جسم و جان انصاف

کبھی ہو پردۂ دل مین ترے نہان انصاف
کبھی زبان سے تکلم مین ہو عیان انصاف

خیال ظاہر و پوشیدہ رکھ عدالت پر
کہ دل بھی ہو ترا انصاف اور زبان انصاف

ہمیشہ شاد ہین وہ لوگ جو کہ منصف ہین
وہ ملک رہتا ہے آباد ہو جہان انصاف

ستم سے کسطرح راضی ہو کوئی دنیا مین
کہ چاہتا ہے خداوند دو جہان انصاف

تو کون چیز تھا پہلے بنا ہے اب کیا چیز
ذرا تو دل مین کر اے مرد نکتہ دان انصاف

ہر ایک کام مین انصاف چاہیے سرور
ہر ایک بات مین لایق ہے بیگمان انصاف

سینہ رکھ اپنا صفا اے سینہ صاف
دور کر دل سے کدورت کا غلاف

خود بخود پہونچیگا تجھکو تیرا رزق
گرچہ پنہان ہوگا زیر کوہ قاف

باوجود بندگی کیونکر کرے
بندہ فرمان خدا سے انحراف

رکھ ہمیشہ کلمۂ توحید کا
بر زبان اقرار و دل مین اعتراف

فر دولت گر تجھے مطلوب ہے
کفر کا کر دور لوح دل سے کاف

جب تلک ہے زندہ مت لا بر زبان
کفر و بہتان و دروغ و کذب و لاف

راستبازون کے مخالف ہے وہی
جسکی ہو تقریر حق کے برخلاف

صورت دلدار صاف آئے نظر
ہو اگر آئینہ روشن سینہ صاف

پھر نہ آئیگا تو جب دم سوئیگا
اوڑھ کر اس خاک کا سر پر لحاف

دیکھ مت خاطر کسی کی جھوٹ نہ بول
صاف ہو جو بات کہ دے صاف صاف

حضرتِ ستار و غفار الذنوب
سب گنہ کر دینگے بندون کے معاف

کیونکہ ہے لاتقنطوا خود کہ چکا
اُنسے حق بخشش کا وعدہ صاف صاف

کسلیے کرتا ہے تو ناحق کا فخر
بر زبان لاتا ہے کیون لاف و گزاف

بر زبان لاتا نہ سرور دیکھتا
بات کوئی راستی کے برخلاف

تو اپنے سینہ کا آئینہ اسقدر رکھ صاف
کہ آئے اوس سے نظر تجھکو روئے دلبر صاف

خدا کے خوف سے رو اپنا دھو سیہ نامہ
سیاہی جتنی ہے کرلے بدیدۂ تر صاف

وہ پائے دولتِ دیدار جو کہ دنیا مین
بشکل آئینہ بن جائے باہر اندر صاف

نکالو گھر سے جو ہے جمع مال دنیا کا
تمھارا ایسی غلاظت سے چاہیئے گھر صاف

جو گھر مین ہو خس و خاشاک جھاڑ اُسکو دو
تمھارے رہنے کی خاطر جگہ ہو بہتر صاف

ہو صاف زنگ کدورت سے جسکا آئینہ
وہ سینہ رکھتے ہین ہر ایک سے برابر صاف

ہمیشہ کانٹو نپہ کٹتی ہے زندگی جسکی
نہ اُنکو چاہیئے قالین نہ کوئی بستر صاف

حساب پاک کر ایسا حساب والون کا
کہ ایک ایک رقم سے ہو سارا دفتر صاف

نہ دیگا رنگ کسوٹی پہ تیرا یہ سونا
کریگا جب تلک اُسکو نہ کوئی زرگر صاف

ہر ایک نقش صفا کھینچتا ہے وہ نقاش
ہر ایک لکھتا ہے تصویر وہ مصور صاف

خدا کے واسطے سب مان لو مسلی تو
جو ہین حدیث مین فرما گیے پیمبر صاف

وہ چاند صاف نظر آئے سامنے تجھکو
غبار سے ترا مطلع اگر ہو سرور صاف

ردیف ق

مرد شایق کو مقام قرب تک پہونچائے شوق
اور اُٹھا فرش زمین سے عرش پر لیجائے شوق

منزل مقصود تک سالک پہونچ جائے وہین
رکھے ثابت گر نشہراہ طریقت پائے شوق

ذوق و شوق حق سے انسان لذتیں حاصل کرے / پائے نعمت خانہ حق سے اگر حلوائی شوق

مرد طالب چہرۂ مطلب کو فوراً دیکھ لے / اپنی صورت پردۂ دل سے اگر دکھلائے شوق

راہ پر آجائیں سارے گمرہان راہ دین / راستی کے راستے تک گر انہیں لیجائے شوق

قطرے سے موتی بنا لے خاک سے سونا کرے / نسخۂ اکسیر شائق کو اگر سکھلائے شوق

شوق ناداروں کو دلوائے خزانہ مال کا / مرد مفلس کو نہ تخت سلطنت ٹھلائے شوق

شوق انسان کی مرادیں پوری کرتا ہی تمام / آدمی کو منہ سے جو مانگے وہی دلوائے شوق

شوق کردے بے ہنر کو صاحب فضل و ہنر / بلکہ وحشی کو بنا کر آدمی دکھلائے شوق

ایسا مستغرق ہو ذوق و شوق ای شائق ہو تو / ابر شوق آنکھوں کو اور دلکو بنا دریائے شوق

فضل حق سے کریں ہم بھی ختم حمد ایزدی / سرور اسمیں اگر ہو مدد فرمائے شوق

نہ طالب مال کا ہی اور نہ ہی خواہان زر عاشق / نہ گھر والا کوئی رکھتا ہی عاشق اور نہ گھر عاشق

صفائی قلب سے گھر گھر کی دیتا ہی خبر عاشق / زمین و آسمان رکھتا ہی سب زیر نظر عاشق

وہ بیدل اپنے دلکو قبلہ و کعبہ سمجھتا ہے / فقط دلکی طرف ہر دم جھکا رکھتا ہے سر عاشق

فرشتہ بنکے بالائے فلک پرواز کرتا ہے / خدا کی شوق کی جبدم لگا لیتا ہے پر عاشق

سدا دام محبت کے نشہ میں چور رہتا ہی / ہمیشہ ہے شراب بیخودی سے بے خبر عاشق

مطلع

لہو پیتا ہی کھاتا ہے فقط لخت جگر عاشق / غم و رنج و الم میں زیست کرتا ہی بسر عاشق

جھڑی جب باندھ دیتا ہی باشک چشم تر عاشق / بشکل ابر کر لیتا ہے دامن پر گہر عاشق

کبھی ہنستا کبھی روتا کبھی خوش ہی کبھی غمگین / بہر حالت نہیں رہتا کبھی اک حال پر عاشق

کسی کے نیک و بد کی کب خبر عاشق کو رہتی ہے / کہ رکھتا ہی غرض معشوق سے شام و سحر عاشق

نہیں ڈرتا اجل سے مرگ کا کچھ غم نہیں کرتا / کہ اس مرنے سے پہلے جیتے جی جاتا ہی مر عاشق

برنگ زرد و آہ سرد جھٹ پہچانا جاتا ہے
ہزاروں پردہ نشین چھپکر ہی سر ڈر اگر عاشق

گر مطالعہ دفتر وحدت کا میسر ہو ورق
پہلے جسکا قل ہو اللہ احد ہے سر ورق

خوشنویسان محبت نسخۂ توحید کا
در بغل لکھ کے رکھتے ہین تا بہ زر ورق

تیرے دفتر کا بگڑ جاتا ہے سارا انتظام
جب کتاب جسم کے ہو جاینگے ابتر ورق

پتا پتا دفتر وحدت ہے اس گلزار کا
فرد ہی وحدت کا اسکے ہر شجر کا ہر ورق

گھر مین کیون اتنی کتابین جمع کر رکھتا ہی تو
راتدن کیا لیگا آخر ان کے الٹا کر ورق

صفحۂ دل کی تو دو رو کر سیاہی دور کر
نامۂ اعمال کی دہو دے بچشم تر ورق

خاکساری کے مضامین لکھ کہ مانند غبار
اڑ کے جا پہونچین تری نامے کے گرد ہر ورق

علم وحدت کا عجب سینہ بسینہ علم ہے
اب تلک جسکو نہین لکھا کسی نے بر ورق

کوئی سالک راستہ بے رہنما پاتا نہین
کوئی کاتب لکھ نہین سکتا ہی بے مسطر ورق

محو ہو نیکا نہین خط سے ترے حرف بدی
جب تلک رو رو کے اُس غم مین نکر لی تر ورق

جانتے ہین اُس کو مردان خدا تعویذ جان
حمد مین لکھے ہین جتنے تو نے ای سرور ورق

تعلق کا نہ ہو دنیا مین مشتاق
رہو وابستہ مرد حق اس جھنجھٹ سے طاق

نہ پھر اقرار سے جو کر چکا ہے
رہو قایم بعہد روز میثاق

لگا دل پر نفی اثبات کی چوٹ
بنا لے سینہ اپنا سنگ چقماق

سیاہی ساری دھل جائے تو ہو جائے
بانوار الٰہی سینہ براق

بعشق حق دلیرانہ کیا کر
سدا اپنا زبان مانند عشاق

عبادت کر عبادت کر عبادت
کہ راضی ہو تری خدمت سے خلاق

چکا دے آج سب کا لینا دینا
حساب اک ہیر امک کا کر ڈالی بیباق

تجھے وحدت کا اک کافی ہے نکتہ ۔ ہے اتنے باندھ کیوں لکھی ہیں اوراق
ہمیشہ ہے رضامند اُس سے خالق ۔ جو رکھے خلق سے نیک اپنے اخلاق
ہر اک بندہ سے مل اے بندۂ خلق ۔ بتعظیم و بتکریم و باشفاق
ترا دل چاہیے وہ مطلع فیض ۔ خدا کے نور کا ہو جس سے اشراق

**ردیف** ۔ تو مانگے اُس سے یا سرور نہ مانگے ۔ تجھے دیدیگا تیرا رزق رزاق ۔ **ک**

ہے راتوں میں بدلتا زمانہ کیا کیا رنگ ۔ دکھاتا رہتا ہے ایک ایک نفس میں صد ہا رنگ
ہزاروں گل ہیں گلستان دہر میں لیکن ۔ کسی کا گاڑھی ہے رنگت کسی کا پھیکا رنگ
کبھی نہ دیکھا تھا جو ابتدائے ہستی سے ۔ ہے اب زمانہ رنگین نے وہ دکھایا رنگ
نہ وہ سفیدی نہ سرخی ہے اور نہ وہ زردی ۔ نہ اگلا ڈھنگ ہے موجود اور نہ اگلا رنگ
نہ پہلی صورتیں اس دم دکھائی دیتی ہیں ۔ نہ پہلا نقشہ نظر آتا ہے نہ پہلا رنگ
کبھی ہے غنچہ کبھی پھول اور کبھی پھل ہے ۔ بدلتا رہتا ہے اس باغ کا ہمیشہ رنگ

**مطلع**

ہزاروں گرچہ لیے ہیں خدا نے پیدا رنگ ۔ مگر ہے رنگ محبت کا سب سے اچھا رنگ
نہ ہو تو دنیا کی رنگت پہ مائل اے ناداں ۔ کہ ہو ہی جاتا ہے آخر کو اسکا پھیکا رنگ
ہر ایک ڈھنگ میں رکھنا درست ڈھنگ اپنا ۔ ہر ایک رنگ میں دکھلانا اپنا اورا رنگ
گرا نہ جامہ کو رنگین برنگ یک رنگی ۔ کہ سارے رنگوں سے ہے شوخ یہ اکیلا رنگ
دو رنگی چھوڑ کے یکرنگ دوستو بنجاؤ ۔ کہ بخشیں حضرت رنگریز تمکو ڈگنا رنگ
نہ بول منہ سے و لیکن بچشم عبرت دیکھ ۔ ہے اس زمانہ کی نیرنگیوں کا جیسا رنگ
ہے قسم قسم کے گلزار باغ ہستی میں ۔ طرح طرح کے نظر آتے ہیں عجیبا رنگ
لباس ظاہر و باطن کو ایسی دے رنگت ۔ کہ اُترے پھر نہ قیامت تلک وہ پختہ رنگ

گذر ہی جائیگا جس دم بہار کا موسم
نظر آئیگا سرور دوبارہ ایسا رنگ

اپنے دلکو تنگدستی مین مگر ای یار تنگ — دن گذر جائینگے آخر کار یہ دو چار تنگ
ہی کبھی اپنا غم اسکو اور کبھی فکر عیال — زندگی اپنی سے ہی ہر وقت دنیادار تنگ
اپنے غم کی چارہ جوئی کس سے یہ عاجز کرے — کس سے مانگے خیر یہ مفلس گدا ناچار تنگ
آجکل موسم بدل جائیگا آئیگی بہار — رہتی ہی وقت خزان کیون عندلیب زار تنگ
بخشش دولت لینے دینے مین نکر تنگ اپنا ہاتھ — خانہ تاریک گور اپنا نکر زنہار تنگ
منہ سے مت کر تنگدستی کی شکایت بار بار — اس پریشانی سے جی اپنا نکر زنہار تنگ

## مطلع

حرص کا انسان کو رکھتا ہی سدا آزار تنگ — ایسی بیماری سے ہی ہر وقت یہ بیمار تنگ
اسطرح جنس محبت اسمین گھل کر بک سکے — تنگدل سب اسکے سوداگر ہین اور بازار تنگ
کھولتا ہی اپنے حق کے روبرو دست دعا — بندہ ہو جاتا ہی جب عاجز بہت ناچار تنگ
آگے اور جاتی ہین ہر ایک کو تنگی نصیب — ہو کی تنگ آتا ہی پھر جاتا ہی آخر کار تنگ
اسکی بیماری کا اکدن فیصلہ ہو جائیگا — کاٹ لیگا چار دن تنگی کے یہ بیمار تنگ
حق کی رحمت ایکدم اسمین سما سکتی نہین — اسقدر مین گور ظالم کے در و دیوار تنگ

فضل یزدانی سے رکھتا ہی فراخی کی امید
رہ نہین سکتا کبھی یہ سرور نادار تنگ

ہر ایک چیز سے ہی ذات کبریا نزدیک — ہر ایک وقت ہی پاس اور ہر ایک جا نزدیک
ملیگا اسکو جو رکھیگا ملنے کی خواہش — جو اسکو ڈھونڈنے جائیگا پائیگا نزدیک
وہ گھر مین پالیا جسکی تلاش تھی گھر گھر — یہ جسکو دور سمجھتا تھا مل گیا نزدیک
عزیز و دنیا سے جو دور دور بھاگتا ہے — وہ رہتا خالق اکبر کے ہے سدا نزدیک

وہ دن کیلئے جائیگا ڈھونڈنے آخر ‏ ‏ ملیگا جسکو زمانہ مین مدعا نزدیک

**مطلع**

سمجھ لو ذات الٰہی کو وانما نزدیک ‏ ‏ کہ شاہ رگ سے بھی ہر وقت ہے خدا نزدیک

ہمیشہ رہتی ہے نزدیک زندگی کو مرگ ‏ ‏ اس ابتدا کی ہے ہر وقت انتہا نزدیک

ہوا کو حرص و طمع سے ہمیشہ دور رہو ‏ ‏ کہ آنے پائے نہ تیرے کوئی بلا نزدیک

تمہو بدن سے نکل جائیگی یہ جان جسدم ‏ ‏ ذرا نہ ٹھہرینگے اُسوقت اقربا نزدیک

کوئی نہ دیکھیگا بار دگر تیری صورت ‏ ‏ نہ یار آئیگا اُسدن نہ آشنا نزدیک

اجل کو دور تصور نکرنا اے سرور ‏ ‏ کہ آجکل ہے وہ موقع پہونچگیا نزدیک

کرے فخر اسقدر کس بات پر خاک ‏ ‏ نجاست سے نہولے جب تلک پاک

خدا کی بندگی کرتا نہین ہے ‏ ‏ نظر کرتا ہے یہ انسان بیباک

کرے طے منزل مقصود کیونکر ‏ ‏ کہ چالین اُلٹی چلتا ہے یہ چالاک

کیا کرتا ہے نادانی کی باتین ‏ ‏ یہ نادان باوجود فہم و ادراک

یقین ہے اسپہ سب کھلجائین پردے ‏ ‏ اگر اپنے دل کا دیکھے کھولکر چاک

ہے کیون کہتا نہین حال دل زار ‏ ‏ خدا کے روبرو با چشم نمناک

رہا کرتا ہے کیون دنیا کی خاطر ‏ ‏ پریشان خاطر و دلگیر و غمناک

صفا کر ایسا رستہ عاقبت کا ‏ ‏ کہ رہ جائے نہ باقی خار و خاشاک

زمین پہ رکھ جھکی گردن ہمیشہ ‏ ‏ کہ جھک جائین تیری عظمت افلاک

تجھے ممسک کہینگے لوگ سارے ‏ ‏ طبیعت مین اگر رکھیگا امساک

جو ہو بغض و تعصب دل سے کر دور ‏ ‏ نہ بن سنگین دل و بیرحم و سفاک

گداہ سروری مانگ اس سے سرور

## ردیف ل — ہے زیبا جسکے سر پر تاج لولاک — ل

گلشن دنیا مین اگر ہمنے دیکھا پھول پھول
پایا ہمرنگ اپنے گل کی تبا تھا پھول پھول

پالیا اپنا گل اس نے بس اسی گلزار سے
نکلے بلبل جسنے اس گلشن کا ڈھونڈا پھول پھول

کیون نہ کھولیگی یہ وصف باغبان بلبل زبان
جسنے گلدستے مین ہر چن چن کے باندھا پھول پھول

نقشہ اس گلزار کا ہی عین نقش باغبان
ہے گلستان مین اُسی گل کا نمونہ پھول پھول

کچھ نہیں ملنے کا پھل اس گلستان دہر سے
کام کیون کرتا ہے اس دنیا کے غنچہ پھول پھول

### مطلع

رنگ ڈھنگ اپنا دکھاتا ہی نرالا پھول پھول
اپنا اپنا سب الگ دیتا ہی جلوا پھول پھول

حق نے بخشا ہی اگر نادان تری آنکھون مین نور
سیر کر اس باغ کی اور دیکھ اسکا پھول پھول

دیکھنے والے جو آجاتے ہین اس گلزار مین
دیکھ سب جاتی ہین اسکا کانٹا کانٹا پھول پھول

اڑ گیا ہے آجکل اس گلشن ہستی کا رنگ
جسمین بلبل بیٹھا کرتی تھی ہمیشہ پھول پھول

کلیان سب کھل جائنگی جب آئیگا وقت بہار
پھول کر دکھلائیگا گلشن سے چہرہ پھول پھول

کیسی یہ پھولون بھری لکھی گئی سرور غزل
صورت گلزار ہے جسکا شگفتہ پھول پھول

ٹیڑھے چکر کھاتا ہی گردون گردان آجکل
اُلٹی چالین چلتا ہی یہ دور دوران آجکل

آجکل نقشہ نیا بدلا ہی اس گلزار کے
ہے نرالا ڈھنگ ہر رنگ گلستان آجکل

کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگ دست
کیا شریفان جہان پھرتی ہین حیران آجکل

آجکل موتی لٹکتے ہین گدھون کے کان مین
ہین سہارے آدمی سر در گریبان آجکل

آجکل ہین مسند دولت پہ حیوان جانشین
وحشی شہر بستے ہین آوارہ انسان آجکل

رہزنان راہ مولیٰ رہنما کہلاتے ہین
چور ہین گنج سلامت پر نگہبان آجکل

جابجا تسکین نئی دکھلائی دیتی ہین تمام
تازہ آتے ہین نظر دنیا مین سامان آجکل

ہیں بہر حالت وہ اپنے حال سے برگشتہ حال — کسقدر ابتر ہے حال دردمندان آجکل

بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی — وقت ہے یہ وقت فرصت کا مری جان آجکل

آجکل کا وقت کار آمد ہے تیرے کام کر — دن کمائی کے فقط ہیں مرد نادان آجکل

بندگی کرتا نہیں کسواسطے ای ناتوان — ہینگے سب موجود جس حالت میں سامان آجکل

سرور ناخواندہ دلکم کو خدا کا شکر ہے
مشتہر اہل سخن میں ہے سخندان آجکل

دل بنا رہبر کہ دلبر تک تجھے پہونچائے دل — چل اُسی رستہ پہ جو رستہ تجھے دکھلای دل

جا اُدھر ای بیخبر تجھکو جدھر لیجائے دل — کر عمل اُس حکم پر جو کچھ تجھے فرمای دل

جسکو دل چاہے ترا رکھ چاہ اُس دلدار کی — جان و دل اُسپر فدا کر ڈال جسپر آی دل

گر کدورت سے صفا دلکو کرے بنکر آئینہ — صورت دلبر بہر صورت تجھے دکھلای دل

دل سے تیرے بیدلی کے کام جب ہونے لگین — اہل دل کے روبرو کیونکر نہ وہ شرمای دل

## مطلع

کیون نہ اُس مرد خدا کا استقامت پائے دل — خوف حق سے جسکا کانپے جسم اور تھرای دل

دل ہی اپنا باعث ذلت اگر ہو جائے دل — جان کا دشمن اگر بنجائے دلبر ہائے دل

کیونکر اپنی تیز رفتاری سے لغزش کھای دل — ہو اگر مضبوط بر راہ طریقت پائے دل

جان بھی دیگر اگر جانان ملے کچھ غم نکھو — پائے دل دیگر اگر دلبر نکر پروائے دل

بیٹھے بیٹھے گھر مین بیت اللہ کا کرتی ہین طواف — کعبہ مقصود جنکے جسم مین بنجائے دل

اپنے دلکو ہی بنا محکم ذریعہ کام کا — تا کہ حق سے دولت عرفان تجھے دلوای دل

توڑ دے زنار کفر اور بت پرستی چھوڑ دے
یہ نہو سرور کہین پتھر ترا بنجائے دل

بشہراہ طریقت ایسی چل چال — کہ پہونچے منزل مقصد پہ فی الحال

غم ماضی و استقبال کر دور
برا ہے آخرت بھیج اپنی دولت
پڑھا ہیں اگر دل سے کرے دور
الف بنکر اطاعت مین کھڑا ہو
اُڑے کیونکر باوج معرفت دل
کوئی دن کے لیے ہوا ہے سرافراز
کہان اسکندر اور دارای دولت
بسر اے دہر مین رہنا ہے تجھکو
ہے تجھپر آنے والا ایک روز وہ
یہ آنکھین دیکھنے سے عاری ہونگی
تو سوتا ہوگا اور آیا کرینگے

غرض رکھ حال سے ای صاحب حال
کہ کام آئیگے تیرے وہ وقت پر حال
نہو بیکا ترا دنیا مین اک بال
جھکا سجدے مین گردن صورت دال
کہ ہین کترے ہوئے اُسکی پر و بال
یہ فر افسری و تاج اجلال
کہان رستم جوانمرد اور کہان زال
کوئی دن یا مہینہ یا کوئی سال
کہ ہوگا حال سے ابتر ترا حال
زبان ہو جائیگی ہر بات سے لال
ہزارون زلزلی اور لاکھون بھونچال

بدرگاہ خدا ہے حال مطلوب
نہ لیگا کام ای سرور دہان قال

## ردیف م

اگر تو کام کا بندہ ہے ہر گھڑی کر کام
کہ اہل کار سمجھتا ہے سب سے بہتر کام

ہر ایک کام مین کر سعی ایسی پہلے سے
کہ پائے خوبی سے انجام انتہا ہر کام

فقیر عجز سے لیتا ہے مطلب اور زردار
نکالتا ہے ہمیشہ بقوت زر کام

عزیزو حق کی عبادت بہت ہی مشکل ہے
ہے بندگی کا بہت سخت اور بہتر کام

نئے نئے ہین زمانہ مین شغل اب جاری
نرالے دنیا مین ہوتے ہین آج گھر گھر کام

اسی کو دوست سمجھ اپنا جو کہ کام کی وقت
سنوارے دل کی محبت سے تیرے یکسر کام

علاقے سب ہین ترے دمبدم ترقی پر
ہین بڑھتے جاتے ترے دن بدن برابر کام

اخیر خاتمہ ہو جائیگا ترا لیکن
نہونگے تیری ضرورت کے ہرگز آخر کام

خدا کی بندگی کا اپنے نفس سرکش سے
اگر تو بندۂ حق ہے تو لے برابر کام

رکھ اپنے کامون مین نظم و سحر خبرداری
مبادا جہل سے ہوجائین سارے ابتر کام

بھروسا ذات الٰہی پہ چاہیے تجھکو
خدا سنواریگا از خود ہی تیری سرور کام

قیام تھا ترا پہلے کہان نہین معلوم
اب آگیا ہے کہان سے یہان نہین معلوم

ہے کیسا بھولا ہوا آدمی معاذ اللہ
کہ جسکو اپنا ہی پورا نشان نہین معلوم

نہ پہلے گھر کی خبر ہے کچھ اس مسافر کو
جہان یہ جائیگا وہ بھی مکان نہین معلوم

کہان سے آتے ہین یہ قافلے خدا جانے
کہان کو جاتے ہین یہ کاروان نہین معلوم

کہان ہے تخت سلیمان و تاج اسکندر
کہان ہے دولت نوشیروان نہین معلوم

## مطلع

کدھر کو جسم سے جائیگی جان نہین معلوم
یہ خاک اڑتی پھریگی کہان نہین معلوم

مریگا کون گھڑی تک رہیگا زندہ کون
کسیکو غیب کا یہ داستان نہین معلوم

یہ بندہ ذکر الٰہی کے واسطے دم بھر
ہلاتا کیون نہین اپنی زبان نہین معلوم

کدھر گئے ہین خدا جانے اڑکے ہوش اسکے
اور عقل جاتی رہی ہے کہان نہین معلوم

عزیز وحدت و کثرت کا کیسا مسئلہ ہے
کہ جسکا اہل زبان کو بیان نہین معلوم

نہ اسکے پردہ سے واقف کوئی فرشتہ ہے
کسی بشر کو یہ راز نہان نہین معلوم

تم آج حال کی حالت مین خوش رہو سرور
کہ کل کا حال کسیکو بیان نہین معلوم

عزیز دنیا کا بیفائدہ ہے کھانا غم
کہ ہر ٹھکانے سے اسکا ہے بے ٹھکانا غم

کر اپنی فکر کہ ہو تیری شکر دنیا کو
غم اپنا کھا کہ ترا کھائے سب زمانا غم

عزیز دنیا مین کم ہنسنا اور بہت رونا
گھٹانا اسکی خوشی دمبدم بڑھانا غم

ہر ایک طرح کا غم کھا کے جان غمگین کو
لگا نہ لینا بہر حیلۂ و بہانا غم

رہا ہمیشہ ہی روتا یہ بندۂ غمگین
گیا نہ دل سے کبھی اسکے یہ پرانا غم

جب اسکی روزی کا مقسوم آب و دانہ ہے
پھر اسکا کسلیئے کھاتا ہے مرد دانا غم

غم عیال سے جی جلیئے جی چھڑا لینا
اخیر گور مین لیکر نہ انکا جانا غم

خوشی نصیب ہے اُس خوش نصیب کی آخر
بوقت غم بھی غنیمت ہے جسنے جانا غم

فراخی تنگی سے ملتی ہے حق کے بندون کو
خوشی و عیش و مسرت کا ہی خزانا غم

خدا کے واسطے اس غم سے جان بچا لینا
نہ پینا خون جگر اپنا اور نہ کھانا غم

کبھی نہوگا کسی غم مین مبتلا سرور
اگر خدا ہی کا رکھے کوئی لگانا غم

رہ راستی سے اُٹھا مت قدم
ہو باقی ترا جب تلک دم مین دم

عبادت کا رکھ اسقدر سر پہ بار
کہ گردن رہے تیری سجدے مین خم

قدم ایسا رکھ راہ اخلاق پر
کہ دونون قدم اس جگہ جائین جم

رقم نام حق صفحۂ دل پر کر
نگون کرکے سر اپنا مثل قلم

ذرا کھول کر اپنی آنکھون کو دیکھ
عیان حق کا جلوہ بدیر و حرم

گذارا نے دن عمر کے چند روز
باخلاق و آداب و لطف و کرم

مطلع

نرکھ دل مین کچھ مال و دولت کا غم
ملے بیش تجھکو کہین یا کہ کم

خبردار دنیا کی خاطر نہو
مقید بزندان رنج و الم

کہان بندہ مولی کا پابند ہے
بزنجیر دینار و دام درم

ہین دنیائے فانی کی سب لذتین
بظاہر لذیذ اور باطن مین سم

یہ بندہ خدا کا گنہگار ہو
ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم

نہ آئینگے بار دگر حشر تک
تجھے ہر دم ای اہل دم چاہیئے
نہ کر فکر و اندیشہ اولاد کا
کہ ان سب کو اک روز چھوڑیگا تو

گئے جو مسافر بملک عدم
توجہ بدل اور نظر بر قدم
نہ ہے مال کا تجھکو درکار غم
بصد حسرت و درد و رنج و الم

ردیف

سب ہوتے رہینگے زمانہ کے کام
نہونگے مگر سرور اُسوقت ہم

ن

فقط اکدم مین جو چاہین جناب کبریا کردین
گدا کو شاہ کردین شاہ کو فوراً گدا کردین

جب آئین فضل کرنے پر خدا حاجت روا کردین
فقیر بینوا کو لطف گنج بے بہا کردین

اگر چاہین وہ خالق ذرہ کو شمس الضحی کردین
مہ نو کو بنور مکرمت بدر الدجیٰ کردین

کرین جاری ہزارون قلزم فیض ایک قطرہ سے
بنادین خاک کو اکسیر اور مس کو طلا کردین

وہ پہونچائین فلک پر پر لگا کر مور بے پر کو
مگس کو ایک دم مین شکل بدلا کر ہما کردین

عجب کیا ہی اگر مردان حق اہل نظر بندے
فقط نظرون مین خاک خاکساران کیمیا کردین

اُٹھا دین سینے کے آئینہ سے زنگار کلفت کا
بآب رحمت دل کی کدورت کو صفا کردین

رہین گردن جھکا کر دم بخود جب صبر پر آئین
جب آئین رونے چلانے پہ اک محشر بپا کردین

کرین مشکلکشائی وقت مشکل اہل مشکل کی
جنھین محتاج پائین اُنکا پورا مدعا کردین

سبکساری ہی دنیا مین نصیب اُنکی حقیقت مین
خدا کا حق جو ہو سب سے بندگان حق ادا کردین

خدا کا وصل پائین جو کہ ہون مہجور دنیا سے
ملین حق سے وہی باطل کو جو حق سے جدا کردین

باوصاف خدا موصوف انسان ہین وہی سرور
برائی جو کوئی اُن سے کرے اُسکا بھلا کردین

سب کو ہی اس دار فانی مین بقا دو چار دن
چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان

بادشہ دو چار دن ہے اور گدا دو چار دن
رکھیے اس وہم بلا مین مبتلا دو چار دن

بادشاہان زمانہ والیان مملکت
جائینگے سب نوبتین اپنی بجا دو چار دن

دوست اس دنیا کی سب و چار دن کے دوست ہین
اور فقط یہ آشنا ہین آشنا دو چار دن

سبز ہے دو چار دن کے واسطے یہ سبز باغ
گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چار دن

مطلع

عمر کے باقی جو ہین اسے بجا دو چار دن
کھیل مین کر دیگا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن

چھوڑ دے اب تو یہ فانی لذتین وقت اخیر
ذوق و شوق حق سے کر حاصل ذرا دو چار دن

خویش و بیگانہ بھلا دینگے تجھے مرنے کے بعد
ہان رہیگا باقی کچھ کچھ تذکرا دو چار دن

جان لے اس زندگانی مین غنیمت جان لے
جس طرح دو چار راتین گذرین یا دو چار دن

کٹ سکے جسطرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز
خیر ہے گر لغنگ سکین اپنے لغنگا دو چار دن

عمر کے دن کر لے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے
ہی بڑھا سکتا اگر اسپر بڑھا دو چار دن

وقت ہے محنت کا کر محنت خدا کے واسطے
کام کر لے اب ہے موقع کام کا دو چار دن

سیکڑون برسون کا استحکام کیون کرتا ہے تو
ہی قیام اس دار فانی مین ترا دو چار دن

بے خبر تو ابتدا سے خواب غفلت مین رہا
اب تو ہو بیدار وقت انتہا دو چار دن

مت کرو کچھ کام اے سرور بغیر از بندگی
زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن

خدا کے نام سے نام اپنا ایسا کر روشن
ہو جیسے نیر خورشید ہر سحر روشن

بنور شمع محبت کر اپنا گھر روشن
کہ جس سے دیکھنے والون کی ہو نظر روشن

ابھی سے خانۂ تاریک گور کر روشن
کہ تیرے جانے سے اول ہو تیرا گھر روشن

یہ خاکی بندۂ بیکار بیکس و گمنام
ہوا ہی فضل سے مولی کے کسقدر روشن

بنا ہے ذرہ سے کیا آفتاب عالمتاب
ہوا ہی پانی کے قطرہ سے کیا گہر روشن

عزیز وقت سخاوت ہمیشہ رہتا ہے
سخی کا چہرۂ تابان بشکل زر روشن

جلا کے سینے کو روشن کرو کہ ہو اس سے — ہر ایک داغ جگر صورت قمر روشن
وہ نور فیض کا گر اپنی ذات سے جاری — کہ ہووے سارا زمانہ ادھر اُدھر روشن
شمع کی طرح ہو پروانہ جلوہ گر شب کو — اگر ہون جگنو کی مانند اُسکے پر روشن
نہ چھیڑ پھولون کو دنیا کے باغ مین آکر — گلون کو دیکھ کے کر دور سے نظر روشن

نظر نہ آئیگی کیا تجھکو صورت دلدار
ہو دل کا آئینہ سو ور ہزار گر روشن

عزیزو کونسی ہستی پہ نازان — ہے یہ مرجانیوالا بندہ نادان
یہ تھا کیا چیز اس ہستی سے پہلے — کہا کرتا تھا اسکو کون انسان
نہ کان اسکے کھلے تھے اور نہ آنکھیں — نہ گویا تھی زبان گوہر افشان
نہ کچھ پہچان اس نادان کو تھی — نہ تھا کچھ جانتا یہ بندہ انجان
خدا نے اسکو اب انسان بنایا — کیا موجود سب ہستی کا سامان
بنا کر اُسکو اک مٹی کا پتلا — تن بیجان مین اُسکے ڈالدی جان
کرے بندہ بغیر از بندگی کار — ہے کب اسکو بھلا یہ بات شایان
بھروسا کیا ہے اسکی زندگی کا — کہ ہے دو روز کا دنیا مین مہمان

## مطلع

فقط حق کو سمجھ اپنا نگہبان — بہر وقت و بہر حال و بہر آن
پھرا کرتا ہے کیون دنیا کی خاطر — پریشان خاطر و غمگین و حیران
خدا کا حکم اے اہل سلامت — بدل تسلیم کر اور بن مسلمان
خدا کے ڈر سے اپنی چشم تر سے — گہر برسا بشکل ابر نیسان
کر اے ناشکر شکرانہ کا سجدہ — خداوند جہان کا مان احسان
نہ کھا چکر زمانہ مین نہ گھبرا — بوقت گردش گردون گردان

کہ رہتا ایک حالت پر نہین ہے — ہمیشہ انقلاب دور دوران

ردیف و

بنا اس حمد سے الحمد للہ
بہ سرور سر گروہ حمد خوانان

کوئی دن بستان عالم کا تماشا دیکھ لو — گلشن ہستی مین گل اچھے سے اچھا دیکھ لو

پیار رکھو اُس سے جسکو حق کا پیارا دیکھ لو — دوست سمجھو اُسکو جسکو دوست پورا دیکھ لو

دیکھ لو صورت سے حسن صورت تصویر گر — نقش سے نقاش کی صورت کا نقشا دیکھ لو

سینے کے آئینہ سے سب کچھ نظر آجائیگا — دیکھ لو جو دیکھنا ہے میرے مولی دیکھ لو

دیکھنا چاہتے ہو گر واحد کی وحدت کا وجود — جلوہ گر ہر چار سو کثرت کا جلوہ دیکھ لو

پرتو افگن بحر و بر پہ ہے وہ روشن آفتاب — قطرہ قطرہ دیکھ لو اور ذرہ ذرہ دیکھ لو

ہر جگہ موجود ہے وہ موجد ایجاد خلق — کوچہ کوچہ خانہ خانہ گوشہ گوشہ دیکھ لو

مطلع

لفظ لفظ و حرف حرف و نقطہ نقطہ دیکھ لو — دفتر ہستی یہ ہے لکھا ہوا کیا دیکھ لو

دشمنی اور دوستی پر کچھ نہ رکھو انحصار — پیش ہر انسان سے آؤ اُسکو جیسا دیکھ لو

جلوۂ حق کو نہ سمجھو دیدۂ دل سے نہان — آنکھین کھولو جس جگہ چاہو چمکتا دیکھ لو

غیر کے گھر ڈھونڈھتے پھر جاؤ اُس دلدار کو — پہلے اپنے گھر اُٹھا کر دل کا پردا دیکھ لو

روبرو آنکھون کے جو کچھ ہو رہا ہی صبح و شام — قادر مطلق کی قدرت کا تماشا دیکھ لو

سر جھکا لو آنکھین کر لو بند سرور بعد ازان
عرش سے تا فرش جو کچھ چاہو سارا دیکھ لو

کسی گھر پر نجاؤ اور نہ کھٹکاؤ کسی در کو — پکارو وقت مشکل حضرت خلاق اکبر کو

گہر باری مین جاری ایسا رکھو دیدۂ تر کو — کہ کر دے ابر کو بے آبرو نام سمندر کو

اگرو حسن عمل کی شمع روشن گور کی خاطر — کرو اُجلا چراغ بندگی سے دائمی گھر کو

خدانے آدمی تجھکو بنایا آبرو بخشی
کیا روشن بانوار حقیقت تیری جوہر کو

طریقت کا بہت ٹیڑھا ہی رستہ اسمین پہلے سے
بنا لے رہنما اپنا کسی اچھے سے رہبر کو

بتان سنگدل کی شکل مت دیکھو مسلمانو
کرو اپنے خدا کی بندگی مت پوجو تیم پھر کو

الگ خالق سے خلقت کو تصور مت کرو صاحب
نہ سمجھو تم جدا تصویر سے اُسکے مصوّر کو

مطلع

محبت کی اگر لگ جائین پر انسان بے پر کو
زمین سے چٹ ہوا شوق مین اُڑ جای اوپر کو

خزانہ خاکساری کا نصیب خاکساران ہے
نہین غیر از ندامت کچھ بھی حاصل کیمیاگر کو

بجز قسمت کہان کامل کا ذریعہ کام دیتا ہے
کہ لایا خضر پیاسا آب حیوان سے سکندر کو

خدانے اپنی عرفان کی خزانے جنکو بخشے ہین
نہ دولت کو وہ دولت جانتے ہین اور نہ زر زر کو

دھرو خاک ندامت پر جبین اور کر لو خم گردن
بجز اب عبادت رکھو سر ورنہ سرنگون سر کو

خدا کا بندۂ سالک سے راستہ پوچھو
اُسی سے منزل مقصود کا پتا پوچھو

ہر ایک وقت رہو مستعد عبادت پر
نہ وقت فجر کا پوچھو نہ ظہر کا پوچھو

سمجھ مین نکتہ وحدت کبھی نہ آئیگا
موحدون سے عزیزو یہ مسئلہ پوچھو

کسی سے درد محبت کی مت دوا پوچھو
تم اہل درد سے اسکا معالجہ پوچھو

مطلع

کرو نہ گفتگو دنیا کی اہل عرفان سے
خدا کے بندون سے جب پوچھو تم خدا پوچھو

ہی کون زیست پہ نازان یہ بندۂ نادان
عزیزو کھول کے اس سے یہ ماجرا پوچھو

نہ ابتدا کا ٹھکانا نہ انتہا کا ہے
ہی ایسی خاک کے پتلے کی اصل کیا پوچھو

خدا کی بندون کا شاید تمھین نشان ملجائے
کرو تلاش زمانہ مین جا بجا پوچھو

جو چیز مانگنے کی ہے وہ شوق سے مانگو
جو بات پوچھنے کی ہی وہ برملا پوچھو

جو ذوق و شوق محبت مین مست ہتی مین  
انھین ہے ذکر الٰہی کا ذائقہ پوچھو

وہ چاہے زندہ کرے یا کہ قتل کر ڈالے  
تم اُسکا کوئی سبب اور نہ ماجرا پوچھو

جب ایک مل گیا ہے پوچھے تو اے مسرور  
اسی پہ ٹھہرے رہو پھر نہ دوسرا پوچھو

ڈھونڈھتا پھرتا ہی جسکو چار سو  
حاضر و ناظر ہے تیرے روبرو

کھولکر آنکھین اگر دیکھیگا تو  
حق تجھے فی الفور دکھلائیگا رو

پائیگا کب گنج عرفان بے تلاش  
جستجو کر جستجو کر جستجو

مل کسی سے بھی بغیر از ذات حق  
رکھ نہ کچھ دل مین بجز حق آرزو

بندۂ حق ہے اگر اے نیک نام  
نیک و بد سے رکھ ہمیشہ نیک خو

دل سے تو دشمن کسی کا بھی نہ بن  
تاکہ تیرا بھی نہو کوئی عدو

رکھ تعلق خاک سے ای خاکسار  
تا نہو برباد تیری آبرو

سب کے گھر ہے ایک ہی روشن چراغ  
ایک سورج جلوہ گر ہے چار سو

مت پھر و ماری طرح کو مت پھرو  
جا بجا خانہ بخانہ کو بکو

غیر کے در پر نہ کر جا کر سوال  
مانگ اپنے حق سے دلکی آرزو

جانا اس دنیا سے ای نامہ سیاہ  
رو بر و خالق کے ہو کر سرخرو

آج آب دیدۂ نمناک سے  
دھولو اپنے نامۂ اعمال کو

ظاہر و باطن رہو مشغول حق  
فکر ہو دل مین زبان پر ذکر ہو

خالق اکبر کی بخشش سے نہو  
ناامید اے بندۂ عاصی کبھو

کیونکہ لکھی ہے کلام اللہ مین  
تیری بخشش کی سند لاتقنطو

ایسی محویت سے کر ذکر خدا  
جس سے بنجائے زبان ہر ایک مو

فضل ربانی سے یہ کب ہے بعید

## بخشے دولت سرور نادار کو

تم ڈھونڈھو حق کو زمین پر نہ آسمان ڈھونڈھو — خدا کو مسکی خدائی کے درمیان ڈھونڈھو

یہان ہی ہوگا کسی گوشہ مین نہان ڈھونڈھو — تلاش گھر مین کرو اپنا ہی مکان ڈھونڈھو

جہان سے آئے تھے تم پہلے وہ مکان ڈھونڈھو — پھر اُس جگہ کا جہان جاؤ گے نشان ڈھونڈھو

تمہارے پردہ دل مین ہے دلربا مستور — جھکا کے گردن تسلیم سر بجان ڈھونڈھو

دکھائی دیتا ہے وہ چاند صاف مطلع پر — تم اپنی آنکھین ذرا کھولو اور میان ڈھونڈھو

اُسی کے نام سے روشن کرو نگین اپنا — اسی نشان سے پتا پاؤ اور نشان ڈھونڈھو

خدا ہے حاضر و ناظر کو تم کہان دیکھو — جو ہر جگہ پہ ہے حاضر اُسے کہان ڈھونڈھو

انھین گلو مین وہ گل ہوگا دیکھو گلشن کو — چمن چمن کی کرو سیر بوستان ڈھونڈھو

پتا لگاؤ نگا پورا سراغ جانان کا — قدم اُٹھاؤ یہان ڈھونڈھو اور وہان ڈھونڈھو

جہان مین کوچہ بکوچہ اُسے تلاش کرو — تمام دنیا مین گھر گھر مکان مکان ڈھونڈھو

| ردیف | کرو تلاش مین غفلت نہ ایک دم سرور<br>تم اسکو ڈھونڈھ سکو جتنا ہر زمان ڈھونڈھو | ھ |
|---|---|---|

خلوص دل سے کرے بندگی اگر بندہ — خدا کے بندون مین ہو جاے نامور بندہ

نہ مال پلہ مین لے جائیگا نہ زر بندہ — عزیز دنیا سے جائیگا جب گذر بندہ

نہ بھولے حضرت مولا کو لحظہ بھر بندہ — خدا کی بندگی پر باندھ لے کمر بندہ

پھریگا کس لیے دنیا مین دربدر بندہ — خدا کے در سے بھلا جائیگا کدھر بندہ

کیون اپنی اصل پہ کرتا نہین نظر بندہ — مگر ہے آنکھون سے معذور بے بصر بندہ

کریگا ایک ہی دو دن مین جب سفر بندہ — یہان پہ بیٹھا ہے کیسے بنا کے گھر بندہ

خدا سے مانگے جو بندون سے بندہ مانگتا ہے — کہ ہے خدا ہی کے در کا فقیر ہر بندہ

گرے اگر نہ زمین پر ہوا کے صدمہ سے — اُڑے باوج کرامت لگا کے پر بندہ

کرے نہ عجز تو پھر کیا کرے یہ بندۂ زار
ضعیف کتنا ہے عاجز ہے کسقدر بندہ

بغیر مانگے بھی دیتا ہے وہ خدائے کریم
ہمیشہ کرتا ہے کیون اتنا شور و شر بندہ

خدا کو چھوڑ کے ہوتا ہے بندون کا محتاج
یہ کیسا عقل سے خالی ہے بیخبر بندہ

خدا کے سامنے پھیلائے ہاتھ حاجت کے
خدا کے روبرو جا کر جھکائے سر بندہ

سرائے دہر سے جلد لیگا قافلہ سارا
کوئی نہ آئیگا پھر اسجگہ نظر بندہ

رکھ ایسا بندون سے خلق و محبت اے سرور
کہ تجھکو یاد کرے بعد مرگ ہر بندہ

خدا پہ رکھتا ہے ہر صاحب یقین تکیہ
کہ اُسکا حق کے سوا کوئی بھی نہین تکیہ

فقیر مولیٰ کے خانہ بدوش رہتے ہین
نہ اُنکا کوئی مکان ہے نہ ہی کہین تکیہ

وہ بیٹھ جاتے ہین جس جا پہ پھر نہین اُٹھتے
وہین مقام بنا لیتے ہین وہین تکیہ

نہ فرش کی ہی ضرورت نہ حاجت قالین
نہ چاہتے ہین وہ مسند نہ نازنین تکیہ

نہ بالاخانہ کی خواہش نہ آرزو گھر کی
کہ کافی اُنکے لیے ہے فقط زمین تکیہ

عجب ہے صاحب حق کا بھروسا باطل پر
غضب ہے دنیا پہ کرلے گر اہل دین تکیہ

مکان عالم فانی ہے ایسا بے بنیاد
کہ اُسپہ کر نہین سکتا کوئی مکین تکیہ

نہ اپنے مال پہ رکھے تسلی صاحب مال
نہ اپنے حسن پہ باندھے کوئی حسین تکیہ

پیادہ پھرتے ہین وہ آج دربدر جو لوگ
لگا کے بیٹھتے تھے کل یہ پشت نشین تکیہ

پکڑ کے تجھکو اُٹھا دینگے جبکہ مسند سے
سنبھال لیگا کوئی اور جانشین تکیہ

نہوگا بندون کا محتاج دار دنیا مین
اگر خدا ہی پہ رکھے یہ کمترین تکیہ

گذرنے والا زمانہ ہے غم کا اسیر
نہ کرکے بیٹھیا اے سرور حزین تکیہ

ہمیشہ جسکا رکھتا ہے خداوند جہان پردہ
کوئی بدخواہ اُسکا کھول سکتا ہے کہان پردہ

نہین رکھتی کسی عاشق کا چشم خونفشان پردہ
کہ ہوجاتا ہے اس سے پردۂ دل کا عیان پردہ

جو بے پردہ ملے پھر کیا ضرورت ہو وہان پردہ
مہ تابان پہ ہے کیا فائدہ اے مہربان پردہ

زمانہ مین نہین رکھتا کسی کا آسمان پردہ
رخ گل پر بھلا کب ڈالتا ہے باغبان پردہ

اگر ہے طالب دیدار کر فی الفور دور اسکو
پڑا رہتا ہے آنکھون پر تیری جو ہر زمان پردہ

گنہ کرتا ہے کھل کھل کر اگرچہ بندۂ عاصی
مگر ستار اسپر ڈالتے ہین ہر زمان پردہ

وجود خلق سے روشن ہے نور خالق اکبر
مگر رکھتا ہے اپنے جسم سے بھی مثل جان پردہ

بگڑ جائے نہ تیری آبرو اے بندۂ خاکی
نہ اُٹھ جائے رخ شرم و حیا سے ناگہان پردہ

مصور صاف آجائے نظر ہر ایک صورت سے
اگر اُٹھ جائے جو حائل ہے اسکے درمیان پردہ

اگرچہ اُسکے ہین پردہ سے باہر بھی عیان جلوے
یہ ہے منظور اُس پردہ نشین کو ہر زمان پردہ

چھپا رکھ اپنے دل مین سرور اسرار وحدت کے
وگرنہ کھولدیگی بول کر تیری زبان پردہ

بنا اپنے سینہ کو روشن نگینہ
کہ مانند آئینہ ہو صاف سینہ

خدا کا تصور فقط دل مین رکھلے
کہ سینہ بنے معرفت کا خزینہ

غنیمت سمجھ جب تلک زندگی ہے
کوئی دن کوئی سال کوئی مہینہ

کیا کرتا ہے کسلئے بن کے نادان
کمی بندگی مین یہ بندہ کمینہ

کسی سے کدورت نہ لا اپنے دل پر
کسی سے نہ رکھ بغض دل مین نہ کینہ

طمع مت بڑھا دار فانی مین آکر
نہ رکھ جمع دولت کا گھر مین خزینہ

مبادا کہ زیر زمین چھوڑ جائے
یہ گنجینہ اور سیم و زر کا خزینہ

حقیقت مین فانی سرای جہان مین
فقط آنا جانا ہے اور مرنا جینا

بہت اونچی منزل ہے قرب خدا کی
بنا اسکے چڑھنے کو عرفان کا زینہ

فقط قبلہ و کعبہ جان اپنے دل کو
اُسی کو سمجھ اپنا مکہ مدینہ

وہ کیون غرق گرداب بحر فنا ہو
بنا لے جو حسن عمل کا سفینہ

**ردیف ی**

کبھی ذکر ہے دن کی روزی کا سرور
کبھی تجھکو ہے فکر نان شبینہ

کسجگہ جانے وہ عالی خاندان جاتے رہے
جن کے اب دنیا سے ہین نام و نشان جاتے رہے

جتنے آئے نامداران جہان جاتے رہے
چھوڑ کر اپنا وہ سب ملک و مکان جاتے رہے

اس چمن سے اڑ گئے جتنے تھے مرغان چمن
گر پڑے ساری درخت اور آشیان جاتے رہے

آنے جانے کا ہمیشہ راستہ جاری رہا
قافلے آتے رہے اور کاروان جاتے رہے

ہم بھی آئے تھے جہان سے پہلے خلقت آئی تھی
ہم بھی وان جائینگے وہ پہلے جہان جاتے رہے

حرص کے مارے عبث پھرتے رہے ہم جا بجا
ساتھ قسمت لگئے اپنی جہان جاتے رہے

**مطلع**

اب کہان وہ اپنے ہم مجلس جوان جاتے رہے
کل جو بیٹھے تھے وہ آج اٹھکر کہان جاتے رہے

روز دکھلاتے جو تھے چہرہ ہمین مانند ماہ
آہ کس گوشہ مین اب وہ مہربان جاتے رہے

ٹھہرنے کوئی نہین پاتا سرائے دہر مین
جو مسافر اس جگہ آئے وہان جاتے رہے

ہو چکا سرور سخن گوئی کا پورا خاتمہ
جب زبان آور مصنف نکتہ دان جاتے رہے

آدمی ہوکر اگر ہو جائے حیوان آدمی
خاک کا پتلا فقط ہے ایسا نادان آدمی

آدمی گرچہ ہزارون آدمی کہلاتے ہین
آدمیت جسمین ہو ہے اصل انسان آدمی

آدمی کا ہے فرشتون سے بھی اونچا مرتبہ
فی الحقیقت تھا اسی عزت کی شایان آدمی

جسم سے لیجائینگے فوراً فرشتے جان نکال
دیکھتے رہ جائینگے لاکھون نگہبان آدمی

مرکے ملے جب تک طریقت کا نہ کرلے راستہ
قرب حق تک کب پہونچ سکتا ہے آسان آدمی

کسلیے اس رازق روزی رسان کو بھول کے
رزق کے خاطر پھرا کرتا ہے حیران آدمی

پہلے بھی یہ خاک تھا اب خاک ہی پھر ہوگا خاک
پھر بھلا ہے کون سی عزت پہ نازان آدمی

اپنی اصلیت سے فی الفور آجائے نظر
ڈالکر دیکھے اگر سر در گریبان آدمی

لاکھون اپنے ساتھ لیجائیگا انسان حسرتین
وقت رحلت سینکڑون کھائیگا ارمان آدمی

آئے جائے جب تلک دم آدمی ہے اسکا نام
پھر نہین کہنے کا اسکو کوئی انسان آدمی

سر جھکاتے ہین خدا کو دام و دد وحش و طیور
بندگی کرتے ہین حق کی حور و غلمان آدمی

ملکے کر بندون سے حق کی بندگی شام و سحر
بن مسلمانو نہین تو بھی اک مسلمان آدمی

باندھکر لیجائیگا کیا سر پہ اس انبار کو
جمع کیون کرتا ہے سرور اتنی سامان آدمی

برا نہ باقی رہیگا نہ اور بھلا باقی
جہان فانی مین رہجائیگا خدا باقی

نہ اولیا رہے باقی نہ انبیا باقی
بس ایک رہ گئی وہ ذات کبریا باقی

یہان جو آیا ہے چلد یگا چار دن رہکر
نہ ایک باقی رہیگا نہ دوسرا باقی

ہمیشہ رہتا ہے وہ زندہ خضر کی مانند
ہے جسکا نام زمانہ مین رہگیا باقی

نہ آدمی نہ فرشتہ نہ جن نہ وحش نہ طیر
رہیگا عالم فانی مین انتہا باقی

## مطلع

خدا کی آج ہی جتنی ہے کر ادا باقی
کہ دینے آئے نہ کل کو ذرا ذرا باقی

حساب پاک کر ایسا حساب والونکا
کہ لینے دینے کی ہوجائے سب صفا باقی

نہ باقی جتنے ہین دم جائینگے گزر جسدم
پھر ایسے حال مین تجھسے رہیگی کیا باقی

ہر ایک بندہ سے اب پورا تصفیہ کر لو
کہ رہ نجائے کسیکا کوئی گلا باقی

بحال بیکسی افسوس دار فانی مین
نہ یار باقی ہے اپنا نہ آشنا باقی

خدا سے پوری مرادین طلب کر ای نادان
کہ رہ نجائے کوئی تیرا مدعا باقی

بھلائی ایسی بھلا ان کے کر زمانہ مین
کہ تیرے بعد بھی رہجائے وہ بھلا باقی

جھکالے سجدے مین جب تک ہے اپنا سر سرور
ہلالے کام مین جب تک ہین دست و پا باقی

گذری کچھ تکلیف مین یا گذری اچھی زندگی
ہر طرح کٹ جاتی ہو اس آدمی کی زندگی

مرگ کا اندیشہ پھر کیا رہ گیا باقی اُسے
جسکی گذری طاعت مولا مین پوری زندگی

مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہو مرد زندہ دل
کچھ بھی کار آمد نہین ہے اُسکو اسکی زندگی

کشتۂ تیغ محبت زندۂ جاوید ہے
کسکی ہے قسمت مین ایسی مرگ ایسی زندگی

رزق دیگا آدمی کو کیا نہ وہ روزی رسان
جسنے اپنے فضل سے ہی اُسکو بخشی زندگی

زیست ہو وہ زیست جو کٹ جاے حق کی یاد مین
باقی اسکی کالعدم ہستی ہو فانی زندگی

عاشق جانباز ہرگز مرگ سے ڈرتا نہین
بلکہ اسکو مرنے سے حاصل ہو دُگنی زندگی

آجکل جو مر گیا اچھا ہوا غم سے چھٹا
گویا خالق سے دوبارہ اُسنے پائی زندگی

زندہ تا روز قیامت اپنا رکھ دنیا مین نام
کاٹ لے زندہ دلی کے ساتھ اپنی زندگی

بندۂ مقبول کہلائیگا حق کے روبرو
بندگی مین گر گذر جائیگی تیری زندگی

سرورا افسوس صد افسوس تیرے حال پر
کھیل مین برباد کردی تونے ساری زندگی

ہاتھ پھیلائے رہو ہر دم دعا کیواسطے
اور کھلی رکھو زبان حمد و ثنا کیواسطے

کس لیے رکھتا ہے خویش اور اقربا کیواسطے
سر بسر دے ڈال ال اپنا خدا کیواسطے

عالم ایجاد مین آیا ہو تو اے خاکسار
بندگی و انکسار و التجا کے واسطے

خاکساری سے ہمیشہ سونا بنجاتی ہو خاک
کیا مجرب ہے یہ نسخہ کیمیا کیواسطے

اپنے جانان کو لیے فی الفور کردی جان نثار
ترک کر دل کی محبت دلربا کیواسطے

مطلع

راضی رکھ خلقت کو خالق کی رضا کیواسطے
دوستی کر حق کے بندون سے خدا کیواسطے

غم مین کیون دنیا کی خاطر مبتلا ہوتا ہی تو
فکر کر بہر خدا آغاز مین انجام کا
درد دل کے واسطے ایسا مسیحا کر تلاش
جائے درو ازی پہ خلقت کی خدا کو چھوڑ کر
ایک ہی گھر بس ہے اس بیکس سوالی کیلیے

بے اجل مرتا ہی کیون اس بیوفا کیواسطے
سوچ کر لے ابتدا مین انتہا کیواسطے
ایک دم جسکا دوا ہو لا دوا کیواسطے
کب مناسب ہے بھلا اس بینوا کیواسطے
ایک در کافی ہے اس عاجز گدا کیواسطے

رات دن دنیاے دون کے واسطے محنت کری
ہی یہ مشکل سرور بدبست و پا کے واسطے

غیر کو چھوڑ اگر حق کی رضا چاہتا ہے
صاف کر سینہ اگر صدق و صفا چاہتا ہی
دولت اور مال سے گنجینہ بھرا چاہتا ہی
جو کوئی حضرت مولا کو ملا چاہتا ہے
ہر کوئی دنیا کی پھندی مین پھنسا چاہتا ہے
لذتین دنیا کی لذت نہین دیتین اُسکو
غم کے گھر کی ہے بنیاد نکلنے والی
غم ہین بندۂ بیکار گے سارے بیکار
درد دل عاشق بیدرد کو کیون کہتا ہی
تو بھی کہلاتا ہے بندہ نہین خدا کا بندہ

بھاگ بندون سے اگر قرب خدا چاہتا ہی
مل بھلے لوگون سے گر اپنا بھلا چاہتا ہی
بندہ ناچیز بھی کچھ چیز بنا چاہتا ہے
رہتا ان بندون کی صحبت سے جدا چاہتا ہے
مبتلا دام مصیبت مین ہوا چاہتا ہے
جو کوئی حق کی عبادت کا مزا چاہتا ہے
بس کسی روز مین یہ قصر گرا چاہتا ہے
کام ہوتا ہے وہی جو کہ خدا چاہتا ہے
ایسے بیمار سے کیون اپنی دوا چاہتا ہے
افتخار اس سے زیادہ بھلا کیا چاہتا ہی

جان لینے کو کھڑی موت ہے سرور سر پر
دم اخیر اپنا کوئی دم مین ہوا چاہتا ہے

سرافرازی بدرگاہ الٰہی اُسنے پائی ہے
نہ قائم تاج سرواری نہ تخت پادشاہی ہے

بنجاک عجز رکھا جسنے سر گردن جھکائی ہے
خدا موجود ہی ہر وقت اور اُسکی خدائی ہے

بملک و مال و دولت آج عزت جسنے پائی ہے
عوض اعزاز کے آخر کو ذلت ہی اٹھائی ہے

اخیر ان و شان کج ادا کا کج ادائی ہے
ہے دو دن کی محبت چار دن کی آشنائی ہے

نہو مغرور دولت پر کہ ہے یہ مال بیگانہ
بھروسا کر نہ دنیا پر کہ یہ دولت پرائی ہے

عجب نقاش ہے جسنے ہزارون نقش لکھی ہین
ہے اچھا وہ مصور جسنے یہ صورت بنائی ہے

زمانے پر خدا کے فضل کا بادل برستا ہے
برابر سر زمین پر یہ گھٹا رحمت کی چھائی ہے

مصفا گرچہ صورت آج کل ہے دوستونکی ہے
مگر باطن مین دیکھو تو محبت کی صفائی ہے

غرور اس بندۂ ناچیز کا کیون بڑھتا جاتا ہے
کہ عجز اور خاکساری خاکسارونکی بڑائی ہے

وہی پھنستا ہے قسمت جسکی بد ہے اس تعلق مین
گرفتار اسمین وہ ہوتا ہے شامت جسکی آئی ہے

الٰہی نفس اور شیطان ستم پرور یہ کرتے ہین
دہائی ہے دہائی ہے دہائی ہے

نہ نکلیگی چمن سے عندلیب زار جیتے جی
بھلا از خود کہان چھوڑیگی وہ گلزار جیتے جی

یہ جھگڑے جتنے ہین کر ڈال ختم ای یار جیتے جی
کبھی بڑھنے نہ دی ناحق کی یہ تکرار جیتے جی

کسی سے بھی نہ رکھ مطلب بغیر از یار جیتے جی
کسیکا منھ نہ دیکھ اے طالب دیدار جیتے جی

کیا کر کام اک دم بھی نہو بیکار جیتے جی
بخیریت گذار اپنے یہ دن دو چار جیتے جی

حقیقت مین کڑی زنجیر زنجیر تعلق ہے
نہین پاتا رہائی جس سے دنیادار جیتے جی

دکھاتا ہے ہمیشہ راستبازان محبت کو
بہت سی بازیان یہ چرخ کجرفتار جیتے جی

تبھی ہے ای مسلمان ترک کر رشتہ تعلق کا
اتار اے مرد ناحق گردن سے یہ زنار جیتے جی

کوئی ملنے نہین آئیگا بعد از مرگ جب تجھکو
کوئی دم ہے غنیمت صحبت دلدار جیتے جی

مبادا مار دے تجھکو مرض مہلک محبت کا
کچھ اسکا آپ کر لے چارہ ای بیمار جیتے جی

بہت کی جستجو اس دار ناپرسا مین سرور نے
ملا اسکو نہ کوئی محرم اسرار جیتے جی

طمع کی کیسی بیماری ہو بھاری — کہ جاتی ہی نہین ہے عمر ساری
ہوا کیا گر بنا یہ بندۂ زار — کروری لکھپتی یا صد ہزاری
اُٹھا کر ساتھ کیا لیجائیگا وہ — سفر کے وقت دولت اپنی ساری
نہ رہ جائیگا باقی فقر و فاقہ — نہ تخت و ملک و تاج شہریاری
یہ سارے خود بخود ٹوٹینگے پیوند — کہ ہی نازک بہت یہ رشتہ داری
ہوا و حرص مین نا حق عزیزو — یہان پھرتی ہے خلقت ماری ماری
خدا دیتا ہے ہر فریاد کی داد — خدا ہر ایک کی سنتا ہے زاری
اگر بندہ وہ ہے تو بندہ خدا کا — ادا کر سب حق خدمت گزاری
نکر سستی خدا کی بندگی مین — نہوا ہے بیوفا خدمت سے عاری
رہو شیر و شکر ہر نیک و بد سے — بخلق و خوبی و نیکو شعاری
کسی سے بھی ترش رو ہو کی مت بول — طبیعت رکھہ نہ ہرگز اپنی کھاری

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی مسرور
کہ خوش ہو پڑھ کے جسکو خلق ساری

ہمیشہ کر جناب حق مین زاری — کہ تیری آبرو ہے خاکساری
عبث ہے برخلاف حکم تقدیر — یہ بیچینی تری اور بیقراری
جناب حق جو چاہیگا کریگا — وہی ہوگا جو ہوگا حکم باری
جو ہین اہل غرض اُنکا نہ بن دوست — کہ لاحاصل ہے ان یارونکی یاری
نہ ہلکا ہو کسیکے گھر مین جا کر — کہ اپنی ہی جگہ پتھر ہے بھاری
کیا کیا بیہوشی کا تو نے یہ کام — کہ ساری عمر غفلت مین گذاری
چلی جاتی ہے خلقت جسطرح سے — تری آجائیگی اک روز باری
کر ایسا کام کار آمد کہ جس سے — ترے ہر فیض کا چشمہ ہو جاری

کدورت دلکی وہ دھو ڈالتی ہین
ہی جن آنکھونکی عادت اشکباری

خزان جب ناگہان ہوگی نمودار
اڑیگی اس چمن کی خاک ساری

کہان اسوقت بلبل اور کہان گل
کجا بستان کجا باد بہاری

جو درد دل سے ناواقف ہو سرور
وہ کیا جانے طریق جان نثاری

رحلت اس دنیا سے دنیا دار جب کر جائینگے
سر پہ اورون کے وہی بار الم دھر جائینگے

باندھکر دنیا سے جب ہم اپنا بستر جائینگے
لیکے انبار عمل خود اپنے سر پہ جائینگے

جتنے اس دنیا مین آئے ہین وہ آخر جائینگے
جتنے پیدا ہو چکے ہین ایکدن مر جائینگے

حکم رہنے کا نہین فانی سرائے دہر مین
اس جگہ جتنے مسافر ہین سفر کر جائینگے

ایکدن سوی وطن چل دینگے ساری ذی وطن
آخر الامر اپنے اپنے گھر یہ بے گھر جائینگے

فی الحقیقت جو کہ ہین دروازۂ حق کے فقیر
مانگنے کو غیر کے گھر پر وہ کیونکر جائینگے

جمع کیا کر لینگے آخر یہ حریصان جہان
مانگنے کو گرچہ وہ نادار گھر گھر جائینگے

خالی آیا تھا تو جس صورت سے خالی جائیگا
گرچہ دولت کی خزانے سیکڑون بھر جائینگے

کار بد سے خوف کھا جائینگے مردان خدا
جب گنہ پچھلے انھین یاد آئینگے ڈر جائینگے

یہ حریصان جہان و بندگان خاک زاد
باندھکر پلے مین کیا دنیا سے پتھر جائینگے

سخت پچھتائینگے دولتمند مرنیکے قریب
جب یہان سب چھوڑکر گنجینۂ زر جائینگے

دست خالی روسیہ نادم سراپا پر مسائل
لیکے کیا ہم روبرو خالق کی محشر جائینگے

## مسدس

نہ اولیا سے طلب کر نہ انبیا سے مانگ
نہو فقیر کا طالب نہ بادشاہ سے مانگ

نہ مانگ یار سے مطلب نہ آشنا سے مانگ
نہ اپنے خویش سے مانگ اور نہ اقربا سے مانگ

مراد اپنی خداوند کبریا سے مانگ

جو سب کو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

ہوا و حرص کو زیادہ بڑھا کے کیا لیگا
جہان مین آبرو اپنی گنوا کے کیا لے گا
تمام دنیا مین ذلت اوٹھا کے کیا لیگا
کہین جو مانگنے جائیگا جا کے کیا لیگا

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سی مانگ

پکار خالق اکبر کے در پہ شام و سحر
جھکا بکعبۂ مقصود دین و دنیا سر
خدا بغیر کسی پر نہ کچھ بھروسا کر
اُٹھا کے ہاتھ بعجز و نیاز و دیدۂ تر

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

تجھے ہو مانگنا بندون سے محض لا حاصل
نہ مطلب اُن سے ہے حاصل نہ مدعا حاصل
کہ ان سے کچھ بھی نہین رنج کے سوا حاصل
جو ہونگے آپ ہی محتاج اُنسے کیا حاصل

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

نہین ہے خیر کی امید جب کسی گھر سے
نہ ہے مدد کی توقع کسی برادر سے
نہ آس ٹکڑے کی ملنے کی ہر کسی در سے
طلب کر اپنے مطالب خدائے اکبر سے

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

نہ بول اُس سے جو ٹیڑھی ادا کا بندہ ہے
نہ مانگ اُس سے جو حرص و ہوا کا بندہ ہے
نہ لے کچھ اُس سے فقط جو ریا کا بندہ ہے
اگر تو صابر و شاکر خدا کا بندہ ہے

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

بصبر و شکر رہو دم بخود فغان مت کر | کسیکے روبرو راز نہان عیان مت کر
ذلیل اپنے کو پیش برادران مت کر | کسیکے سامنے حاجت کوئی بیان مت کر

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

تمام دنیا مین لیتے ہین جس سے سب مطلب | جسے پکارتے ہین سب بڑے ہی جب مطلب
جو وے ہی صاحب مطلب کوئی طلب مطلب | جو پوری کرتا ہے طالب کے ہر سبب مطلب

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

طلب کر حق کی حقیقت کا راستہ حق سے | سوالی بن کے تو مانگ اپنا مدعا حق سے
ہر ایک بات مین امداد لے سدا حق سے | ہر ایک کام کی خاطر کر التجا حق سے

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

بھلا تو کس لیے غیرون کے در پر جاتا ہے | اور اپنی حالت ابتر اُنھین سناتا ہے
یہ داغ اپنی شرافت کو کیون لگاتا ہے | یہ بار سر پہ ندامت کا کیون اُٹھاتا ہے

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

دعا مین دست تضرع بڑھا کے اے سرور | نہایت عجز سے گردن جھکا کے اے سرور
غریب بندون کی صورت بنا کے اے سرور | خیال غیرون کا دل سے اُٹھا کے اے سرور

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

## مخمس بر غزل مصنف

باب کاخ زندگانی ہی کھلا دو چار دن
ہی بھروسا اسکے استحکام کا دو چار دن
خانۂ ہستی کی ہی قائم بنا دو چار دن
سبکو ہے اس دار فانی مین بقا دو چار دن
بادشہ دو چار دن ہے اور گدا دو چار دن

ایک دن یہ بے وطن سوے وطن ہونگے روان
مخلصی پائینگے قید بندگی سے بندگان
عرش پر یہ لامکان جا کر بنائینگے مکان
چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان
رہ گئے اس دام بلا مین مبتلا دو چار دن

کار فرمایان عالم حاکمان معدلت
سرفرازان جہان مسند نشین مکرمت
سروران ملک و سرداران عالی منزلت
بادشاہان زمانہ والیان مملکت
جائینگے سب نوبتین اپنی بجا دو چار دن

یہ منافق یار مطلب دوست کہنے دوست ہین
فی الحقیقت حق کی دشمن ہین جو انکے دوست ہین
کون ہے وہ لوگ ہین یہ لوگ جنکے دوست ہین
دوست اس دنیا کی سب دو چار دنکے دوست ہین
اور فقط ہین آشنا یہ آشنا دو چار دن

تھوڑی مدت کیلیے روشن ہی یہ روشن چراغ
عندلیب زار کا کسپر ہے اب دیکھا داغ
ہی چھلکتا ایک دو دم کیلیے گل کا ایاغ
سبز ہی دو چار دن کیواسطے یہ سبز باغ
گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چار دن

عمر بھر کرتا رہا دنیا کو تو زیر و زبر
اب بھی غفلت چھوڑ کر خوف خدا کچھ دل مین کر
محنتین کرتا رہا مرتا رہا شام و سحر
عمر کے باقی جو ہین دو چار دن ای بیخبر
کھیل مین کر دیگا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن

گاہ تو برنا بنا دنیا مین آکر گاہ پیر
گاہ شکر ڈھونڈھتا پھرتا رہا تھا گاہ خیر
گاہ مفلس نام پایا گاہ کہلایا امیر
چھوڑ دی اب تو یہ فانی لذتین وقت اخیر
ذوق و شوق حق سے کر حاصل مزا دو چار دن

جنکی خاطر جان پر لیتا ہی صدمے صبح و شام
یکقلم یہ لوگ تجھکو بھول جائینگے تمام
رات دن خواب و خور و آرام ہی تجھ پر حرام
تیری پیچھے کوئی لینے کا نہین پھر ترا نام
ہان رہیگا باقی کچھ تذکرا دو چار دن

ہی محبت مال و دولت کی عبث پہچان لے
مان لے کہنا مرا ای مرد نادان مان لے
چار دن دنیا مین گذرین جسطرح گذران لے
جان لے اس زندگانی مین غنیمت جان لے
جسطرح دو چار رتمین گذرین یا دو چار دن

سب سے رکھ اپنا تعلق دوستانہ چند روز
زندگی جب تک رہے کھا آب و دانہ چند روز
خانۂ دنیا مین رکھ آباد خانہ چند روز
کٹ سکی جسطرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز
خیر سے گر لنگھ سکین اپنے لنگھا دو چار دن

برخلاف حق قدم دھر آگے گر دھر سکتا ہی
مرگ کے آنے سے پہلے مر اگر مر سکتا ہے
گر اگر کچھ خالی کر سکتا ہی یا بھر سکتا ہے
عمر کے دن کر لے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے
ہی بڑھا سکتا اگر اُسپر بڑھا دو چار دن

اب تو بندونکی بدل صورت خدا کی واسطے
پہلوان بن ہار مت ہمت خدا کے واسطے
بندگی کر اور بڑھا عزت خدا کے واسطے
وقت ہی محنت کا کر محنت خدا کی واسطے
کام کر لے اب ہے موقع کام کا دو چار دن

یہ عمارت بنتی صبح و شام ہے کس واسطے
اسطرح کی پختگی اے خام ہے کس واسطے
ہوتا سر گرمی سے اسکا کام ہے کس واسطے
سیکڑون برسون کا استحکام ہی کس واسطے
ہی قیام اس دار فانی مین ترا دو چار دن

جب سے تو آیا ہی ناحق کی مصیبت مین رہا
غم مین دنیا کے رہا یا فکر دولت مین رہا
مبتلا صبح و مسا خواری و ذلت مین رہا
بیخبر تو ابتدا سے خواب غفلت رہا
اب تو ہی بیدار وقت انتہا دو چار دن

عمر جو غفلت مین گذری ہو گئی گذری ہوئی — تا قیامت پھر نہین ملنے کی وہ تجھکو کبھی

اب یہی بہتر ہے آیندہ کہ اپنے جیتے جی — کر ندامت کچھ کام اے سرور بغیر از بندگی

زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن

## مخمس بر غزل مصنف

پہلے کب لوح و قلم ارض و سما موجود تھا — کب یہ خاک و آتش و آب ہوا موجود تھا

کب کسیکا ابتدا و انتہا موجود تھا — جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا

پردہ دار پردۂ وحدت خدا موجود تھا

رہتا تھا خاک ندامت پر جھکا جس دم قلم — سر بسر لکھنے سے تھا نا آشنا جس دم قلم

چل نہین سکتا تھا کاغذ پر صفا جس دم قلم — صفحۂ ایجاد پر جاری نہ تھا جس دم قلم

سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا

تھا کہان اول ملائک حور و غلمان کا ظہور — کس جگہ تھا وحش و طیر و جن و انسان کا ظہور

عالم امکان مین کب تھا جسم اور جان کا ظہور — سب کے آنے سے یہان پہلے تھا جانان کا ظہور

دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا

کیون نہ پایا اسکو جو خانہ نشین تھا اپنے گھر — کیون نہ پکڑا اسکو جو شہرگ سے تھا نزدیک تر

کیون چھپایا اسکو جو ہر چار سو تھا جلوہ گر — کیون نہ کی اُس حاضر و ناظر پہ انسان نے نظر

کیون نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک جا موجود تھا

حق کے ذوق و شوق سے جسنے اُٹھا مین لذتین — پھر نہین دنیا کی اُسکو یاد آئین لذتین

لذتون پر اُسکو ہین حق نے بڑھائین لذتین — ابتدا سے یاد حق سے جسنے پائین لذتین

انتہا تک بر زبان اُسکی مزا موجود تھا

جب تلک سلطان کا ہا فرمانده روی زمین — اور رہا اہل نگین کا جب تلک جاری نگین

اپنے گوشہ مین رہا جب تک گدا گوشہ نشین — جبتک ان فانی مکانو نمین رہا انسان مکین

ہر گھڑی پیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا

ہوگا کیا گر بادشہ کہلائیگا اے بیخبر
ملک و دولت پر تسلط پائیگا اے بیخبر
شان و شوکت چار دن کی کھلائیگا اے بیخبر
ساتھ کیا لیجائیگا جب جائیگا اے بیخبر

آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا

کیون نہ پوچھا راز پنہان تونے اپنی آپ سے
کیون نہ دیکھا روی جانان تونے اپنے آپ سے
کیون نہ ڈھونڈا نور عرفان تونے اپنے آپ سے
کیون نہ پایا فیض یزدان تونے اپنے آپ سے

تیرے خود گھر مین یہ گنج بے بہا موجود تھا

خلق سے کسواسطے چھپتا پھرا شام و پگاہ
دیکھنے والے سے کرلی بند کیون تونے نگاہ
بیٹھکر پردہ مین کیون کرتا رہا نامہ سیاہ
چھپ کے ای عاصی کیے کسواسطے تونے گناہ

جب خدا تیرے مقابل دیکھتا موجود تھا

ہے شکایت ناروا اس عالم ایجاد مین
جو کہ ہونا تھا ہوا اس عالم ایجاد مین
بن چکا جو بننا تھا اس عالم ایجاد مین
آدمی کو ملگیا اس عالم ایجاد مین

پہلے جو مقسوم مین اُسکے لکھا موجود تھا

فی الحقیقت تجھکو بے عزت یہی کرتا رہا
اہل عزت مین تری ذلت یہی کرتا رہا
رات دن ضائع تری دولت یہی کرتا رہا
روز چھپ چھپکر تجھے غارت یہی کرتا رہا

چور جو گھر مین ترے سرور چھپا موجود تھا

## مخمس بر غزل مصنف

نہ چھوڑ ہاتھ سے اے مرد متقی تسبیح
بنا لے ذکر کی تسبیح دائمی تسبیح
زبان سے بول خدا کی گھڑی گھڑی تسبیح
پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح

کہ سن لین عرش پہ سبوحیان تری تسبیح

ہر ایک دانہ پہ لے نام کردگار مدام
شمار جسکا ہو پڑھنے مین بیشمار مدام

خدا کا ذکر سمجھ اپنا دستدار مدام
جناب باری کو کر یاد بار بار مدام
پکڑ کے ہاتھ مین سمرن کبھی کبھی تسبیح

ہے اصل حب کہ محبت محبت مولیٰ
ہے سب سے اچھی اطاعت اطاعت مولیٰ
رکھ اپنے دل کا تعلق بالفت مولیٰ
دم اخیر تلک کر عبادت مولیٰ
سمجھ لے زندگی مین اپنی زندگی تسبیح

گمان سے نکلے بملک یقین پہونچ جائے
فرشتہ بن کے بچرخ برین پہونچ جائے
یہ بندہ جس جگہ جاہے وہین پہونچ جائے
فرشتہ بن کے بچرخ برین پہونچ جانے
پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح

خدا نے دیدۂ بینا ہے گر تجھے بخشا
کیا ہے تجھکو بانوار معرفت بینا
پڑا جو مصحف خاطر یہ ہے اُٹھا پڑھ
پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلےٰ
کہ ہے یہ صفحۂ دل پر لکھی ہوئی تسبیح

نکال منہ سے بجز ذکر حق نہ کوئی بات
رکھ اپنے دل مین بشام وسحر تصور ذات
گذار حق کی عبادت کی شغل مین دن رات
کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات
کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح

ہے ذوق وشوق الٰہی مین سب جہان مسرور
خدا کی بندگی کرتے ہین سارے مار ومور
ہے دل سے اسکی اطاعت ہر ایک کو منظور
خدا کی یاد مین ہین دام ودد وحوش وطیور
اُسی کی رکھتے ہین ورد زبان سبھی تسبیح

سما سے تا بسمک کرتے ہین خدا کا ذکر
زمین سے تا بفلک کرتے ہین خدا کا ذکر
فلک سے عرش تلک کرتے ہین خدا کا ذکر
فلک پہ سارے ملک کرتے ہین خدا کا ذکر
زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح

نہ رکھ تو فکر نہ اندیشہ شاد کام رہو
خدا کے نام کا کر ورد نیکنام رہو

خدا کے کام پر حاضر علی الدوام رہو
خدا کے ذکر مین مشغول صبح و شام رہو
کرا سکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح

تو شیخ بننے کی خاطر بنا نہ سجادہ
ریا کے واسطے اتنا بڑھا نہ سجادہ
ہوا و حرص کا سر پر اُٹھا نہ سجادہ
فریب و مکر کا ہر گز بچھا نہ سجادہ
نہ باندھ لوگون کے دکھلانے کو بڑی تسبیح

کسیکو مرد ریاکار بن کے مت دکھلا
جبین عجز بخاک نیاز رکھ اپنا
ہر ایک طرح سے کر لے عبادت مولےٰ
ہزار دانہ کی تسبیح کی ضرورت کیا
بنا لے اُنگلیون کی وقت بندگی تسبیح

زبان بشکل قلم رکھ ہمیشہ تر سرور
جھکا لے لکھنے مین مانند خامہ سر سرور
رقم کرا اپنا یہ نامہ بآب زر سرور
بسلک نظم پرو لے نئے گہر سرور
بنا لے موتیون کی حمد ایزدی تسبیح

## مخمس بر غزل مصنف

ابر گوہر بار ہی ہر وقت گریان آجکل
گل ہین بے موسم بباغ خندان آجکل
حالتین بر عکس مین ساری نمایان آجکل
ٹیڑھے چکر کھاتا ہے گردون گردان آجکل
چالین سب چلتا ہی اُلٹی دور دوران آجکل

جامۂ ماتم ہے پہنا عندلیب زار نے
بند کر رکھی ہین آنکھین نرگس بیمار نے
آب و تاب رو سے گل کر لی ہی حاصل خار نے
آجکل نقشہ نیا بدلا ہے اس گلزار نے
ہے نرالے ڈھنگ پر رنگ گلستان آجکل

گردنین ہین سرفرازان جہان کی آج پست
فاقہ مستی کے نشہ مین پھر رہے ہین ہشیار مست
خواری اور ذلت مین ہین خود ساری خود پرست
کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگدست
کیا شریفان جہان پھرتے ہین حیران آجکل

ہونگے مردان دلاور حسرت و ارمان مین
رستم جنگی ہین چھپنگے آجکل میدان مین
زندہ دل سب کاٹتے ہین زندگی زندان مین
آجکل موتی لٹکتے ہین گدھونکے کان مین
ہین بچارے آدمی سر در گریبان آج کل

صاحب دولت جو تھے اب ہین غلام کمترین
مانگتے ہین در بدر دنیا کی خاطر اہل دین
پوچھے جو جاتے تھے اُنکو پوچھتا کوئی نہین
آجکل ہین مسند دولت پہ حیوان جانشین
وحشی بنکر پھیرتے ہین آوارہ انسان آجکل

ہین جو شاگردان شیطان اولیا کہلاتے ہین
تیرہ باطن لوگ مردان خدا کہلاتے ہین
رو سیاہان جہان سینہ صفا کہلاتے ہین
رہزنان راہ مولیٰ رہنما کہلاتے ہین
چور ہین گنج سلامت پر نگہبان آج کل

اب نئے اس کارگاہ دہر مین ہوتے ہین کام
صورتین اپنی بدل بیٹھی ہے خلقت خاص و عام
تازہ نقشے کھینچے جاتے ہین یہان ہر صبح و شام
جابجا شکلین نئی دکھلائی دیتی ہین تمام
تازہ آتے ہین نظر دنیا مین سامان آج کل

آج کل عاجز شریفون پر مصیبت ہے کمال
شب کو زندان الم ہے دن کو زنجیر ملال
اپنے اندیشے سے افزون ہے اُنھین رنج عیال
ہین بہر حالت وہ اپنے حال سے برگشتہ حال
کسقدر ابتر ہے حال دردمندان آج کل

چاہتا بندون سے ہے وہ بندہ پرور بندگی
بندۂ ناچیز کو ہے سب سے بہتر بندگی
مرتبہ ہے سب سے اعلیٰ سب سے برتر بندگی
بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی
وقت ہے اب وقت فرصت کا مری جان آجکل

بندگان بارگاہ حق مین روشن نام کر
بندہ بنکر بندگی کا کام صبح و شام کر
نوش خالق کی محبت کا ہمیشہ جام کر
آجکل کا وقت کار آمد ہے تیرے کام کر
دن کمائی کے فقط ہین مرد نادان آج کل

کام دیتا ہی ابھی تیرا یہ جسم نیم جان
کان سنتے دیکھتی آنکھیں ہین اور گویا زبان
دست و پا ملتے ہین اور قایم ہین بند استخوان
بندگی کرتا نہیں کسواسطے اے ناتوان
ہینگے سب موجود جس حالت مین سامان آجکل

بن گیا ہی قطرۂ ناچیز دریا شکر ہے
پایۂ عزت ہے اس عاجز نے پایا شکر ہے
اُڑ کے پہونچا چرخ چارم پر یہ ذرا شکر ہے
سرور ناخواندہ دکم گو خدا کا شکر ہے
مشتہر اہل سخن مین ہے سخندان آجکل

## مخمس بر غزل مصنف

رکھو جاری ذکر باری اپنے منہ سے باربار
پاؤ اس دُر سے یہ دربار خدا ہر بار بار
بر در مسجد رہو قایم کھڑے دیوار وار
بندگی کے واسطے سب مل کے بیٹھو بار بار
ہر جگہ یک یک دو دو تین تین اور چار چار

ہی ترا وقت اخیر انجام کا اب وقت ہے
موقع کب محنت کا اب کب کام کا اب وقت ہے
ساری وقتوں سے فقط آرام کا اب وقت ہے
عمر گذری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے
کر سکیگا کیا بھلا اس وقت اے بیکار کار

خشک ہوجائیگا ہر نخل رطب وقت خزان
ہو کے خوشدل قمریان بولینگی کب وقت خزان
جانور اس باغ کے چپ ہونگے سب وقت خزان
گل نہ آئیگا نظر گلشن مین جب وقت خزان
عندلیب زار روئیگی نہ کیونکر زار زار

چھوڑ ان کی دوستی کر سار ہی رو دنیا کی دوست
کام آئی کے نہیں اے بیخبر دنیا کے دوست
اپنے دل سے دفع کر سب نیک و بد دنیا کی دوست
دے نہیں سکتے ہین کچھ تجھکو مدد دنیا کی دوست
بن نہیں سکتے ہین دشمن دوست اور اغیار یار

دوستی دنیا مین کر حاصل کہ حق تجھکو ملے
دھو نجاست سے یہ آب و گل کہ حق تجھکو ملے
پاک کر ہر دشمنی سے دل کہ حق تجھکو ملے
بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھکو ملے

جسطرح ملتے ہین باہم دوست و دوست اور یار یار

نغمے سن بستان مین جاکر عندلیب زار کے
مت لگا ہاتھ انکو کر حاصل مزے دیدار کے
آنکھین کھول اور دیکھ جلوے گلشن بیخار کے
سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے
پر بنا اپنے گلے کا انکو مت زنہار ہار

سب الگ ہونگے زن و فرزند بعد از چند روز
آخرش کھل جائینگے یہ بند بعد از چند روز
ڈھیلے ہو جائینگے یہ دلبند بعد از چند روز
ڈھیلے ہو جائینگے یہ پیوند بعد از چند روز
رشتہ سب دنیا کی ہو جائینگے آخر تار تار

دشمن جان ہے یہ شیطان لعین بدانصرام
اسکے پھندے مین نہ آنا توڑ دینا اسکا دام
روکتا ہی تجھکو تیری حق کے رستہ سے مدام
نفس کافر سے بہادر بن کے لینا انتقام
اس پہ خود کرنا بکر کر ہاتھ مین تلوار دار

مسند عز و شرافت سے اٹھالیگا تجھے
اژدہا بنکر فقط اک دم مین کھالیگا تجھے
اپنا بندہ حق سے چھڑوا کر بنالیگا تجھے
ایک دن یہ سانپ بنکر مار ڈالیگا تجھے
نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار مار

ہو ترقی یا تنزل روزگار دہر مین
خار ہو یا گل ہو پیدا نور بہار دہر مین
نیک خو یا بد کوئی رہتا ہو وار دہر مین
موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر مین
دل لگو ایسے انقلابون سے نہ رکھنا خار خار

گرتا ہی دنیا پہ کیون مائل تو اپنے آپ کو
کس لیے کرتا ہی خود گھائل تو اپنے آپ کو
ایسا کیون رکھتا ہی بیحاصل تو اپنی آپ کو
سخت بیماری ہی درد دل تو اپنے آپ کو
بن کے نا پرہیز مت اے سرور بیمار مار

## مخمس بر غزل مصنف

سو بخش حق کے نام پہ سرور ہزار بخش
بخشش کے وقت مال کو مت کر شمار بخش

مال اپنا دل کو کھول کے اے مالدار بخش ۔ جو ایک دو طلب کرے تو اُسکو چار بخش

جبتک ترا خزانہ پہ ہے اختیار بخش

حق نے کیا ہے تجھکو اگر اہل منزلت ۔ اور رکھ دیا ہے سر پہ ترے تاج مکرمت
سائل کو اپنے باب سے محروم چھوڑ مت ۔ کر لطف عاجزون پہ فقیرون پہ مرحمت

مال و گہر بمفلس و بیروزگار بخش

دنیا مین ہونا چاہتا ہے سرخ رو اگر ۔ مطلوب عاقبت مین بھی ہے آبرو اگر
بخشش کی کچھ ہے دل مین ترے آرزو اگر ۔ امیدوار مغفرت ہے حق ہے تو اگر

تو بھی گناہ بندۂ تقصیروار بخش

بندون پہ پورا فضل خدا ہوگا حشر کو ۔ سب کو بہشت حق سے عطا ہوگا حشر کو
سب دور درد و رنج و بلا ہوگا حشر کو ۔ لاتقنطوا کا وعدہ وفا ہوگا حشر کو

سارے گناہ دیگا وہ پروردگار بخش

کرتا ہے اپنا نامۂ اعمال خود سیاہ ۔ بھولا ہوا یہ آدمی گمراہ خواہ مخواہ
پر کسقدر ہے مرحمت حضرت الٰہ ۔ ہر بار بندہ کرتا ہے جو بھولکر گناہ

باری تعالےٰ دیتا ہے وہ بار بار بخش

اندازہ ناروا ہی سخاوت کے کام مین ۔ تعداد کب بجا ہے سخاوت کے کام مین
دنیا ہی مدعا ہے سخاوت کے کام مین ۔ گنتی ضرور کیا ہے سخاوت کے کام مین

جو بخشتا ہے مال سے تو بیشمار بخش

غافل نہ رہ زمانہ مین ہر وقت کام کر ۔ ہر دم گناہ کرنے سے رکھ دل کو تھام کر
اپنی رہائی کے لیے کچھ انتظام کر ۔ توبہ ہر ایک جرم سے ہر صبح و شام کر

تا دیوین تجھکو خالق لیل و نہار بخش

لیل و نہار جن پہ تو کرتا ہے جان نثار ۔ رہتا ہے روز جن کی محبت مین بیقرار

ہی نبگے دیکھنے کا بہرحال انتظار — تیری مدد کرینگے یہان کیا یہ دوستدار

گیا عاقبت مین دینگے یہ دنیا کی یار بخش

مت رکھ کسیکے عشق مین پامال اپنا دل — اپنے لیے بنالے نہ جنجال اپنا دل
دلبر کو اپنے مانگے تو دے ڈال اپنا دل — کردے فدا اسی پہ بہرحال اپنا دل

جانان کو اپنے جان بھی ای جان نثار بخش

یارب غریب بندۂ نادان پہ رحم کر — ہر آدمی پہ فضل ہر انسان پہ رحم کر
ان بیکسون کے دیدۂ گریان پہ رحم کر — ان عاجزون کے حال پریشان پہ رحم کر

یارب گناہ سرور امیدوار بخش

## ترکیب بند

بندۂ حق بندگی کا کام کر — نیک ہو جس کام کا انجام کر
عجز سے ہر رات دن گردن جھکا — سجدۂ اخلاص صبح و شام کر
پی شراب عشق ربانی مدام — نوش الفت کا ہمیشہ جام کر
آدمی ہے تو اگر وحشی نہ بن — آدمیت اپنی مت بدنام کر
ہر گنہ سے روک اپنے آپ کو — دل کو رکھ دنیا سے دور تھام کر
حق پرستی مین بہت مضبوط ہو — بندگی مین اپنا استحکام کر
اپنا رکھ خلق خدا سے خلق نیک — نیک خو بندون مین روشن نام کر
مت رہو دنیا مین حق کا قرضدار — اپنے ذمہ سے ادا یہ دام کر
طاعت خالق مین اپنے جسم پر — رات اور دن کا حرام آرام کر
کام کے دن جب گذرتے جاتے ہین — کچھ تو فکر گردش ایام کر
رکھ نہ اس دنیا پہ امید وفا — دور خاطر سے خیال خام کر

بن مجرد سب تعلق چھوڑ کے

## ہوا کیلا سارے رشتے توڑ کے

پہلے اس ہستی کی ہستی تھی کہان — اے بشر تیرا کہین تھا مکان
کون تھی صورت تری اظہار کی — نام کیا تھا کیا پتہ اور کیا نشان
تھا کہین تو خاک یا گرد و غبار — آگ تھا یا باد یا آب روان
برق کی مانند آتشبار تھا — یا بشکل ابر تھا گوہر فشان
تیرا مسکن تھا زمین پر یا کہین — اُڑتا پھرتا تھا باوج آسمان
خار تھا یا گل تھا یا سرو چمن — عندلیب زار تھا یا باغبان
بن کے قمری یا کیا کرتا تھا شور — کبک تھا یا بلبل فریاد خوان
عرش یا کرسی تھا یا لوح و قلم — یا زمین یا گردش دور زمان
خاک کا ذرہ تھا تو یا آفتاب — پانی کا قطرہ تھا یا بحر روان
نور تھا یا سایۂ بے نور تھا — غم مین تھا اندوہگین یا شادمان
العرض سب کچھ تھا اور کچھ بھی نہ تھا — جس سے واقف تھا خدای دوجہان

اب بھی ای خاکی تو اصل اپنا نہ بھول
چار دن کی بات پر اتنا نہ بھول

کوئی دن مین جب گذر جائیگا تو — اور سفر دنیا سے کر جائیگا تو
دیدۂ عالم سے ہوگا ناپدید — روبرو لوگون کے مر جائیگا تو
یہ جو ہی مٹی کا گھوڑا دوڑتا — پشت سے اُسکی اُتر جائیگا تو
ہوگی گر دل مین تری حبِّ وطن — خوشدلی سے اپنے گھر جائیگا تو
آیا تھا تو جس جگہ سے بس وہین — کر کے طے اپنا سفر جائیگا تو
ہے مکانِ لامکان تیرا مکان — اے مکین آخر جدھر جائیگا تو
سخت مشکل ہوگی گر اے بردبار — بار سر پر باندھکر جائیگا تو

| | |
|---|---|
| ساتھ اپنے کچھ نہین لیجائیگا | چھوڑ کر یہ سیم و زر جائیگا تو |
| بھول جائینگے تجھے جتنے ہین دوست | دل سے لوگون کے اُتر جائیگا تو |
| وصل ہو جائیگا حق کی ذات حق | جتنا بگڑا ہے سنور جائیگا تو |
| جمع کرلے وقت ہی عرفان کا گنج | لیکے کیا اے بے ہنر جائیگا تو |

تیرے چل دینے کا جب وقت آئیگا
ایک ساعت بھی نہ مہلت پائیگا

| | |
|---|---|
| وقت پر حامی ترا ہوئیگا کون | یار کون اور آشنا ہوئیگا کون |
| تیری اس کشتی کا اس گرداب مین | ناخدا غیر از خدا ہوئیگا کون |
| کون غمخواری کریگا وقت غم | چارہ گر اس درد کا ہوئیگا کون |
| جس جگہ پر تو ہے اُٹھتا بیٹھتا | کون بیٹھیگا کھڑا ہوئیگا کون |
| بار کش اس تیرے سنگین بار کا | دوسرا تیرے سوا ہوئیگا کون |
| دیدۂ حیرت سے تیری خاک کو | دیکھین اُس دن دیکھتا ہوئیگا کون |
| آجکل جس گھر مین تو آباد ہے | تیرے بعد اسمین بسا ہوئیگا کون |
| جب چلا جائیگا تو پھر کیا خبر | کون آیا اور گیا ہوئیگا کون |
| کون دولتمند ہوگا کون شاہ | کون مفلس اور گدا ہوئیگا کون |
| کون بن جائیگا بدکارون مین بر | نیک بندون مین بھلا ہوئیگا کون |
| دیکھیے ہمنام تیرے نام کا | پھر جہان مین دوسرا ہوئیگا کون |

کسکو پھر ترا نشان مل جائیگا
دولت و ملک و مکان مل جائیگا

| | |
|---|---|
| فی الحقیقت تو ہے پتلا خاک کا | جسم ہے ترا سراپا خاک کا |
| خاکساری سے فقط رکھ اپنا کام | جس سے بن جاتا ہی سونا خاک کا |

عرش پر ہی کیون ترا ایسا دماغ
ذرہ کیون اُڑتا ہی اتنا خاک کا

بن گیا ہی آگ ناداں کس لیے
اصل کیون بھولا ہی اپنا خاک کا

گر میسر ہو ہین ایسے خاکسار
اس بدن خاکی پہ جوڑا خاک کا

خاک تھا پہلے بھی اس ہستی سے تو
پھر بھی ہو جائیگا تو وا خاک کا

سرنگون رہتا ہی جسپر آسمان
مرتبہ ہے سب سے اونچا خاک کا

ہے ظہور نور حق جس سے مدام
دیکھ یہ پتلا ہے کیسا خاک کا

ہی مگر تھوڑے دنون کے واسطے
ہو رہا ہے جو تماشا خاک کا

بے ٹھکانے ہوگا آخر ایک روز
جسقدر رہے اب ٹھکانا خاک کا

ایسی اندھیری اچانک آئیگی
خاک کو تیری اُڑا لیجائیگی

ہے غرور اے نوجوان کس بات پر
حق کو بھولے ہو میان کس بات پر

اسقدر اُٹھتا ہی مارے جوش کے
مغز سے تیرے دھوان کس بات پر

کیسی ہے تقریر کیسی گفتگو
اتنی کھولی ہے زبان کس بات پر

جبکہ جانے کے لیے آیا ہے تو
پھر یہ تکیہ اور مکان کس بات پر

دار فانی مین اُمید زندگی
جھوٹی یہ وہم و گمان کس بات پر

بے نشانی جبکہ ہے اپنا مآل
اتنے یہ نام و نشان کس بات پر

جبکہ گھر زیر زمین ہوگا ترا
پھر خیال آسمان کس بات پر

کرتا ہے اہل بلبل تصویر تو
اسقدر شور و فغان کس بات پر

چند روزہ یہ تری گلزار ہے
ہی بھروسا باغبان کس بات پر

دن تری جلنے کی آئے ہین قریب
پانون پھیلائے ہین یان کس بات پر

کس طرح جائیگا حق کے روبرو
مُنھ دکھائیگا وہان کس بات پر

ابتدا مین سوچ لے انجام کر
وقت پر ہوگا وگرنہ شرمسار

بے عبادت قرب ملتا ہی کہین
یہ نہین ہرگز نہین ہرگز نہین

شل گرودن ہوگا تو گردن بلند
عجز سے رکھیگا گر سر بر زمین

لکھے گر سینے پہ نقش کردگار
روشنی پائی ترے دل کا نگین

غیر کی اُلفت مین حق کیونکر ملے
کسطرح حاصل ہو اس دنیا سے دین

سر جھکا اے سرور ملک جہان
تا جھکے تیری طرف چرخ برین

سُرخ روئی گر تجھے مطلوب ہے
خاک سے آلودہ رکھ اپنا جبین

ہاتھ پھیلا اپنے حق کے روبرو
غیر سے کوتاہ کر لے آستین

دوستان حق سے کر لے دوستی
چھوڑ کر کبر و غرور و بغض و کین

دوست اور دشمن سے رکھ اپنا لگا
نیک و بد کو کر لے اپنا ہمنشین

صانع اکبر کی صنعت دیکھ لے
صفحہ عالم پہ چشم دوربین

چھوڑنے کی چیز ہے دنیا کا مال
اسکی خاطر دل نہ رکھ اپنا حزین

کل کو جو چھوڑیگا فوراً چھوڑ دے
آج ہی جوڑ اُسکا دل سے توڑ دے

جلوہ حق جا بجا ہے دیکھ لے
حاضر و ناظر خدا ہے دیکھ لے

ہر جگہ اس کاتب قدرت کا نقش
لوح عالم پر لکھا ہے دیکھ لے

دل کی آنکھین کھول اے اہل نظر
کیا تماشا ہو رہا ہے دیکھ لے

ڈھنگ کیا ہے عالم اسباب کا
رنگ اس گلشن کا کیا ہی دیکھ لے

پست ہی کس کس کا ہستی مین مکان
اونچی کس کس کی بنا ہی دیکھ لے

بوستان دہر مین اے عندلیب
کیسا کیسا گل کھلا ہی دیکھ لے

سب کی خاطر آنے اور جانے کا در ‏ ‏ دار دنیا مین کھلا ہے دیکھ لے
ظاہر و باطن کو چشم غور سے ‏ ‏ گر ترا سینہ صفا ہے دیکھ لے
پانی کا قطرہ ہے سب کی ابتدا ‏ ‏ خاک آخر انتہا ہے دیکھ لے
دیکھنے والا ترے اعمال کو ‏ ‏ چھپ کے ہر دم دیکھتا ہے دیکھ لے
کوئی دن مین آنکھین ہو جائنگی بند ‏ ‏ آجکل جو دیکھتا ہے دیکھ لے

دیدۂ مردم سے جب چھپ جائیگا
پھر تو کس کے دیکھنے کو آئیگا

دیکھ کیا دنیا کی رنگین ہے بہار ‏ ‏ ہے شگفتہ جس سے گھر گھر لالہ زار
حق نے پیدا کی ہے مانند بہشت ‏ ‏ اس چمن کی خاک ساری آبدار
برسا کرتا ہے ہمیشہ رات دن ‏ ‏ اس پہ ابر رحمت پروردگار
گلرخان دہر اس گلزار مین ‏ ‏ جاتے آتے ہین ہمیشہ بار بار
بادشہ ہے تخت گلرنگی پہ گل ‏ ‏ بلبلین ہین خادمان جان نثار
پھولتا ہے اس چمن مین تازہ پھول ‏ ‏ ہر گھڑی شام و سحر لیل و نہار
گاہ بیرونق خزان سے باغ ہے ‏ ‏ مثل بو اڑتا ہے گلشن کا غبار
جابجا خندان کبھی گلزار ہے ‏ ‏ اور کبھی ابر بہاری اشکبار
لیکے پیالہ ہے کہین لالہ کھڑا ‏ ‏ ہے کہین نرگس کی آنکھون مین خمار
مجمع گل ہے کبھی اس باغ مین ‏ ‏ اور کہین پھیلا ہوا دامان خار
سیر کر اس باغ کی شام و سحر ‏ ‏ باندھ دل مت اس سے لیکن زینہار

کیونکہ یہ گلشن ہے اور گل چند روز
نغمہ زن ہے اسمین بلبل چند روز

کب تلک آخر رہیگا جلوہ گر ‏ ‏ سرزمین پر جلوہ شام و سحر

کب تلک گردش مین ہوگا آسمان
کب تلک چکر آئینگے شمس و قمر
خانۂ عالم مین یہ فرش زمین
ہوگا کب تک مسکن جن و بشر
ہوگا پیدا کب تلک پتھر سے لعل
کب تلک نکلیگا دریا سے گہر
کب تلک ہوئیگی برق آتش فشان
پانی برسائیگا کب تک ابر تر
تخت پر بیٹھینگے کب تک بادشاہ
کب تلک سائل پھرینگے دربدر
پھولتے کب تک رہینگے ایسی پھول
کب تلک لائیگا یہ بستان ثمر
داب کر رکھینگے کب تک مالدار
گنج مال و گنج سیم و گنج زر
کب تلک باقی رہینگے اتنے لوگ
وار فانی کو بنا کر اپنا گھر
ہو رہا ہے جو تماشا روبرو
دیکھینگے کب تک اسے اہل نظر
باور جتنے شجر ہین آج کل
مرگ کا کب تک نہ کھائینگے تبر

نقشہ یہ آخر کھنچیگا کب تلک
کھنچکے پھر قایم رہیگا کب تلک

دولتِ دنیا کی پروا مت کرو
سامنے آئے تو دیکھا مت کرو
تم سے آخر کار جو چھن جائیگی
ایسی دولت پر بھروسا مت کرو
مرتے دم تک بھی توجہ سوی غیر
مت کرو ای میرے مولی مت کرو
عمر و دولت بے سہارا چیز ہے
دوستو اسکی تمنا مت کرو
خاکساری کے بغیر اے بندگان
فخر او رعزت کا دعوی مت کرو
ہووے آخر جس سے ناکامی نصیب
ابتدا مین کام ایسا مت کرو
رشتۂ الفت خدا سے باندھ لو
دل مین جب غیر رکھا مت کرو
واقفِ سر حقیقت کے بغیر
راز اپنے دل کا افشا مت کرو
اپنے خالق پر فقط تکیہ کرو
خلق سے ہرگز تولا مت کرو

اپنے حق سے دولتِ دین مانگ لو
خود قدم رکھنا نہو جس راہ پر

مال دنیا کا پیارا مت کرو
رستہ اُس رستے کا پوچھا مت کرو

یارو سرور کی نصیحت مان لو
جان لو دنیا کو اور پہچان لو

تاریخ طبع از منشی غلام حیدر صاحب حیدر کہ مطبوعہ سابق تھی اور اب مطبع ہذا کے مصحح صاحب نے اوسکو درست کردیا چنانچہ بطبع سال حال سن اوسمین نکلتی ہین

کیسی خوشخطی سے ہے لکھی گئی
کیا یہ دیوان لائق تعریف ہے
کیسا یہ دیوان ہی دیوان لاجواب
ہی یہ دیوان داروئے درماندگان
کسقدر اس کے مضامین تیز ہین
اسکو جب پڑھتے ہین مردان خدا
حق کا طالب اسکی رکھتا ہے طلب
معرفت کا جسکے دلمین ذوق ہے
وقت تنہائی یہ دیوان یار ہے
چھوٹا سا دیوان ہے یہ لکھا گیا
مستفید اس سے ہو اب سارا جہان
ہاتفِ غیبی نے وقت فکر سال
پڑھ زروے بہتری سال منیر

یہ کتاب بے بدل حمد ایزدی
سرور لاہور کی تصنیف ہے
کیسی اچھی ہے یہ لاثانی کتاب
ہے یہ دیوان حرز جان عاشقان
کیسے شور انگیز و درد آمیز ہین
پورا پا لیتے ہین اپنا مدعا
دمبدم ساعت بساعت روز و شب
اسکے پڑھنے کا اُسی کو شوق ہی
حالت غم مین یہی غمخوار ہے
پر بڑا ہی اس سے حاصل فائدا
نیک و بد خرد و کلان پیر و جوان
مجھسے حیدر یہ کہا بے قیل و قال
چھپ گئی کیا ہی یہ حمد بے نظیر
سنہ ۱۳۲۷ھ

# خاتمۃ الطبع

ہر وقت مین تایید افضال سرمدی اور امداد ایزدی کی درکار ہے کہ اُسی کے افضال بیحال سے اکثر کتب ہر ایک علم وفن کی اس مطبع نامی مین طبع ہوئین کہ جس سے جوہر لیاقت اور مادہُ قابلیت علمی ہر مصنف کا علے قدر مراتب عالم پر آشکار ہوا سچ ہے کہ ہر ایک کی صلاحیت طبع جداگانہ ہی کیسکے طرز سخن کا اور ہی رنگ ہے کیسکی بول چال شوخی انداز کلام کا نرالا ہی ڈھنگ ہے مگر ہر ایک سخن کے آشنا جامعیت فنون مین یکتا کم ہونگے جیسے کہ مجموعۂ کمالات سخنور صاحب فکر ارجمند زبان آور مرتفعی معارج کمالات بلند کلیم طور سخندانی عندلیب گلستان خوش بیانی متصف مجامد باطنی وظاہری مفتی غلام سرور صاحب لاہوری ہین صاحب تصیفات کثیر جنکی تصانیف سے بہت کتابین اس مطبع مین طبع ہوئین اور بڑی خواہش سے بکین مثل گلدستہ کرامات خزینۃ الاصفیا۔ گنجینہ سروری معروف بہ گنج تاریخ ۔مخزن حکمت ۔اخلاق سروری ۔گلشن سروری بہارستان معروف بہ گلزار شاہی لغات سروری ۔حدیقۃ الاولیا۔دیوان سروری مدحیہ حضرت محبوب سبحانی ۔دیوان نعت سروری سُبحان اللہ کیا تیسرا دیوان تصنیف فرمایا ہی نئی روش کی غزلین ردیف وار اور مخمسات کا چمنستان کھلایا ہے جسمین حمد خداوند حقیقی کو اور مضامین سلوک وتصوف اور ترک علائق دنیا ے دون کو کس حسن بیانی سے بناہا ہے اور دولت پند ونصائح اور ترغیب عبادات کے حصول کے لیے یہی دیوان گویا بمنزلۂ منادی ہی جسکا نام دیوان حمد ایزدی ہے ۔اور حق بھی یہی ہے کہ شاعری وہی مقبول اور مختار ہے جسمین حمد خداوند عالم جل جلالہ وجل شانہ اور نعت حضرت رسول محبوب پروردگار ہے یا جو مشعر منقبت آل امجاد اور عترت اطہار اور متضمن مدحت اصحاب اخیار حضرت سید ابرار ہے کیونکہ دنیا مین ایسی شاعری حصول سعادت اور برکت کا ذریعہ ہے اور آخرت مین وصول بخشش اور نجات کا وسیلہ ہے ایسی ہی شاعری برگزیدہ اور پسندیدہ ہے اور فاعل اُسکا

مرد عاقل اور فہمیدہ ہے جس فعل کا مآل اور نتیجہ اچھا منتج ہو وہی فعل سنجیدہ ہے کام وہی
بہتر ہے جسمین خوشنودی خدا اور رضامندی رسول مقبول متصور ہو اور انجام جسکا بہتر
ہو نہ کہ ایسی شاعری جو اول سے آخر تک بندش مضامین خط و خال اور لب و ابروے
معشوق ظاہری سے مملو ہو اور جسکے ہر پہلو مین غلو ہو فراق یار اور صدمات ہجر کی جن جن
اشعار مین بندش باندھی جاتی ہے گویا معاذ اللہ قیامت ڈھائی جاتی ہے کسی جگہ شعر مین
اپنے آپ کو مردہ بناتے ہین کہین جی جاتے ہین شارع علیہ السلام نے ایسے ہی شعرا کو مرتکب
معاصی ٹھہرایا ہے معصیت شعار فرمایا ہے اور کلام بلاغت نظام حضرت رب نام عز اسمہ
اعنی فرقان حمید و قرآن مجید مین الشعراء یتبعہم الغاوون ایسون ہی کے حق مین آیا ہے
مردان خیر سگال اور انجام بین کو ایسی بندشون سے باز رہنا چاہیے اور ہر طرح احتراز
کرنا چاہیے وباللہ التوفیق وہو الرفیق الاعلےٰ والسلام علی من اتبع الہدےٰ۔ المختصر یہ دیوان
برکت توامان جو اپنی خوبیو مین اپنا آپ ہی نظیر ہے اس سے پہلے چند بار مطبع منشی نولکشور
صاحب سی آئی ای موسوم بہ اودھ اخبار واقع شہر لکھنؤ اور لاہور مین چھپا اور
فی الحال حسب استبداد شایقین باتمکین مطبع منشی نولکشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی
امیر باذل سخی دریا دل معلے القاب ذی المجد والمحاسن عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب
بھارگو رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل
ایجنٹ مطبع بماہ ستمبر ۱۹۰۹ء بار اول طبع ہوا

# تاریخات طبع

## از افضل الاماثل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

لکھا سرور نے یہ دیوان حمد و نعت مین ایسا
کہ جسکی بزم اہل قال مین تعریف بیجا ہی
تفکر تم عبث کرتے ہو فکر سال ہجری مین
لکھو عاقل انکو حمد خدا و نعت احمد ہی

سنہ ۱۳۲۷ ہجری

## از مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح

یہ دیوان جو ہے حمد اور نعت مین
تو دیوانون مین سب سے بڑھکر یہ ہے
نہ کیون سر برآوردہ ہو اسکی نظم
کہ مشہور تصنیف سرور یہ ہے
تصانیف ہے اسکی مطبوع کل
حقیقت مین اعلی سخنور یہ ہے
ہوئی سال تاریخ کی مجھکو فکر
کہ اب مشغلہ میرا اکثر یہ ہے

لکھا مینے حامد یہ مصراع طبع
چھپا خوب دیوان بہتر یہ ہے

سنہ ۱۳۲۷ ہجری